﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد13

جمعۃ المبارک 17رفروری2006ء

18رمحرم الحرام 1427ہجری قمری ❁ 17رتبلیغ 1385 ہجری شمسی

شمارہ 07

رونے سے تکلیف ہوتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے ان کی والدہ حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

(سیر اعلام النبلاء۔جلد3صفحہ 284۔محمد بن احمد ذھبی موسسة الرسالة۔ بیروت۔1413ھ۔طبع نہم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام﴾

حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا۔بلا شبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔

اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔

تباہ ہوگیا وہ دل جو اُس کا دشمن ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔

’’مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع، دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا۔اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔مومن بنناکوئی امر سہل نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے ﴿قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا﴾(الحجرات:15)۔مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو۔سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔

مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا اور بلا شبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلا شبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے۔اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔اور ہم اُس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔

تباہ ہوگیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے۔اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔دُنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور ہیں۔یہی وجہ حُسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔دُنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔

غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہّرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔کیونکہ اللہ جلّشانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ایسے موقع پر درگزر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے۔کیونکہ اگر وہ لوگ مجھے جانتے کہ مَیں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ544-546)

❁❁❁❁☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾❁❁❁❁

❁......آل محمدؐ اور اہل بیت کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

ترجمہ: میری جان و دل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمدؐ کے کوچہ پر قربان ہے‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ97)

❁❁❁❁☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾❁❁❁❁

❁......’’اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الھدیٰ تھے اور وہ بلا شبہ دونوں معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے‘‘۔(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15صفحہ364)

❁❁❁❁☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾❁❁❁❁

❁......ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے اور پھر انبیاء کو تو رہنے دو امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر اُن پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 336)

❁......’’ہم ان کو راستباز اور متقی سمجھتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ328)

’’حضرت امام حسین سید المظلومین تھے‘‘۔(ترجمہ عربی عبارت۔سر الخلافة۔ روحانی خزائن جلد 8صفحہ 353)

❁❁❁❁☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾☾❁❁❁❁

اداریہ

احمدی ماں کو سلام

جلسہ سالانہ قادیان کا آخری دن جذبات کے ہیجان کا دن تھا۔ جلسہ میں شمولیت کی خوشی، جلسہ کی کامیابی کی خوشی، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات سننے اور حضور کی زیارت کی خوشی ——— مگر اس کے ساتھ ساتھ خیالات کی ایک دوسری رَو بھی چل رہی تھی۔ قادیان سے واپسی کی اداسی۔ کیا پھر قادیان کی زیارت نصیب ہوگی یا؟ احمدی احباب سے جدائی اور علیحدگی، بہشتی مقبرہ، مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک، الدار سے جدائی، ایسے ہی خیالات کے ہجوم میں کسی قدر تھکان اور کمزوری محسوس کرتے ہوئے قادیان کے .P.C.O میں اپنے بیٹے کے ہمراہ گیا تو وہاں لائن لگی ہوئی تھی۔ میری طرح اور کئی لوگ بھی قادیان کی زیارت سے محروم رہ جانے والے عزیزوں کو تسلّی دلانے کی کوشش میں ٹیلی فون کی سہولت سے استفادہ کرنے گئے تھے۔

ایک نوجوان اپنی والدہ کو حیدرآباد دکن فون کر رہے تھے۔ کسی کی بات کو سننا اخلاقی لحاظ سے تو کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ مگر وہاں اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ وہ اپنی والدہ کو بتا رہے تھے کہ امی ابھی ابھی کوئی دس منٹ پہلے حضور سے ملاقات کر کے آ رہا ہوں۔ یہ بات کرتے ہوئے وہ کچھ اس طرح سے جھوم رہے تھے جیسے وہ ابھی تک حضور کی زیارت سے لذت و سرور حاصل کر رہے ہیں۔

آواز کے دوسرے سرے پر اس نوجوان کی والدہ اس بات کو کس طرح سن رہی ہوگی اس کا کسی قدر اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس خاتون کو جب حضور ایدہ اللہ کے قادیان تشریف لانے کا پتہ چلا ہوگا تو سب سے پہلے تو خود قادیان جانے کی خواہش مچلی ہوگی مگر کسی غیر معمولی مجبوری کی وجہ سے، حالات یا صحت کی خرابی کی وجہ سے وہ جسمانی طور پر تو جلسہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل نہ کر پائی ہوگی مگر ذہنی طور پر تو شاید وہ اس نوجوان سے بھی زیادہ قادیان کے گلی کوچوں میں محبت و عقیدت سے گھومتی رہی ہوگی۔ حضور کے چہرے کو دیکھ کر کس طرح صدقے واری جا رہی ہوگی۔

اس نوجوان نے اپنی تین چار منٹ کی گفتگو میں یہ فقرہ ایک سے زیادہ دفعہ کہا ''امی حضور کا چہرہ......''۔ وہ اس فقرہ کو مکمل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کو یہ یقین ہوگا کہ میرا یہ نامکمل فقرہ میری ماں کے لئے مکمل ہے اور وہ اس کو بخوبی سمجھ لے گی۔ اس کی والدہ نے غالباً کسی بات کی طرف اشارہ کر کے اس سے پوچھا ہوگا کہ تم نے یہ بات حضور سے کہی تھی؟۔ ''امی مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔ امی حضور کا چہرہ......''۔ وہ نوجوان اپنی بات پوری کر کے باہر نکل گیا۔ مجھے چاہئے تھا کہ اس کے پیچھے ہی باہر نکل جاتا اور اس کو گلے لگاتا۔ حضور سے ملاقات کی مبارکباد دیتا اور اس کی ماں کو عقیدت بھرا اسلام بھجواتا جس کے حسن تربیت نے بچے کے دل میں اسلام و احمدیت کی محبت، خلافت اور خلیفۂ وقت کی عقیدت راسخ کر رکھی تھی۔ لیکن مَیں ایسا کرنے سے محروم رہا جس کا وہاں پر بھی افسوس رہا اور آج بھی افسوس ہو رہا ہے۔

اس ناقابل فراموش واقعہ کو مَیں اس کے بعد بہت دفعہ یاد کر چکا ہوں، بہت دفعہ بیان کر چکا ہوں اور یہ بھی سوچتا رہا ہوں کہ ماں کی ممتا تو ایسی بے کراں ہے کہ آج تک کوئی بھی اسے پوری طرح بیان نہیں کر سکا۔ ماں کی ممتا ''دین العجائز'' کے خمیر میں گندھ جائے تو پھر اس کی مقصدیت اور جذبۂ قربانی کو بھی ماپا نہیں جا سکتا۔ وہ ایک ایسی طاقت بن جاتی ہے جو دنیوی خس و خاشاک اور شیطانی وساوس کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہے۔ حیدرآباد میں بیٹھی ہوئی مجبور ماں یا حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی ''بے بے'' یا میری اور آپ کی ماں، ہر احمدی کی ماں یہی کام کرتی ہے۔ وہ اپنے خون اور دودھ کے ساتھ دین کی محبت، قربانی کی عظمت، خلافت و مرکزیت کی اہمیت اپنے بچے کے دل میں قائم کر رہی ہوتی ہے۔ وہ مفتی محمد صادق اور شیر علی پیدا کر رہی ہوتی ہے۔ وہ احمدیت کا مستقبل تعمیر کر رہی ہوتی ہے۔ وہ احمدیت کے مخالفوں کو یہ بتا رہی ہوتی ہے کہ مَیں نے اپنے بچے کو دودھ نہیں کلمہ کی محبت پلائی ہے۔ مَیں نے اپنے بچے کو قرآن کی عظمت سکھائی ہے۔ مَیں نے اپنے بچے کو جماعت اور خلافت کی اہمیت پلائی ہے۔ اعلیٰ اخلاق و مذہبی اقدار اس کی گھٹی میں شامل کر دی گئی ہیں۔

حیدرآباد کی مجبور ماں کو سلام۔ ہر احمدی ماں کو سلام۔ (عبدالباسط شاہد)

حضرت امام حسینؓ سے غیر معمولی عشق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''آؤ مَیں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں''۔ پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا: 'یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا''۔

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 36-37)

خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

(منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکان ندائے جمالِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ است
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

(مطبوعہ اخبار ریاض ہند امرتسر۔ مورخہ یکم مارچ 1884ء)

(ترجمہ): میرے جان و دل محمدؐ کے جمال پر فدا ہیں۔ اور میری خاک آلِ محمدؐ کے کوچہ پر قربان ہے۔
مَیں نے دل کی آنکھ سے دیکھا اور عقل کے کانوں سے سنا۔ ہر جگہ محمدؐ کے حُسن کا شہرہ ہے۔
معارف کا یہ دریائے رواں جو مَیں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں یہ محمدؐ کے کمالات کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔
یہ میری آگ محمدؐ کے عشق کی آگ کا ایک حصہ ہے۔ اور میرا پانی محمدؐ کے مصفّا پانی میں سے لیا ہوا ہے۔

مارچ 2003ء تا جنوری 2006ء تک
عراق میں ہلاک ہونے والوں کے اعداد و شمار

عراق میں امریکی و اتحادی فوجوں کے حملہ کے بعد سے مارچ 2003ء سے جنوری 2006ء تک کے عرصہ میں ہلاک ہونے والوں کے اعداد و شمار:

- ......غیر عراقی سویلین (بشمول کنٹریکٹرز) جو ہلاک ہوئے: 325
- ......امریکی فوجی جو ہلاک ہوئے: 2210
- ......برطانوی فوجی جو ہلاک ہوئے: 100
- ......دیگر اتحادی فوجی جو ہلاک ہوئے 103
- ......عراقی فوج اور پولیس کے افراد جو ہلاک ہوئے: 3938
- ......عراقی سویلین جو ہلاک ہوئے: 27800 سے 31300 تک
- ......بموں کے پھٹنے کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والے: 562
- ......خودکش بم حملہ کے واقعات: 270

(ماخوذ از: The Brooking Institute Iraq Body Count)

محرم میں کثرت سے درود شریف پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''محرم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر محرم کے دردناک ایام کے تصور سے درود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں۔ سفر میں، حضر میں، جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے، یعنی درود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور محرم کے تصور سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا کریں''۔

(الفضل 29/جون 1999ء)

سوانح سیدنا محمود، مصلح موعود رضی اللہ عنہ

(ناصر احمد محمود طاہر۔مبلغ بینن)

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور مَیں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود ''۔ (تریاق القلوب صفحہ 40)

یہ عین حقیقت ہے کہ دنیا کے نقشہ کو بدل کر رکھ دینے والے لوگ روز بروز پیدا نہیں ہوتے ۔ ہزاروں آفتاب اس عالمِ آب وگل کو روشنی بخش کر اُفق کے اس پار اتر جایا کرتے ہیں پھر جا کر کہیں کوئی ایسا انقلابی وجود پیدا ہوتا ہے جس کے کارہائے نمایاں دیکھ کر دنیا پکار اُٹھتی ہے کہ ۔

ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

ایسی عظیم الشان اور باکمال ہستیوں کا سرتاج تو یقیناً ہمارے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی ہے جو اولین وآخرین کے فخر اور سردارِ دو جہان ہیں جن کی ثنا میں تو ذرہ ذرہ رطب اللسان ہے۔لاریب کہ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس وقت آپ کے فیضان کہ یَنْزِلُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ۔(مشکوۃ باب نزول عیسی)اورلَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤُلَآءِ۔(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ) کے نتیجہ میں مسیحِ دوران کے گھر میں پیدا ہونے والا ایک جلیل القدر فرزند صالح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود کے سوانح کا کچھ تذکرہ مقصود ہے۔ یہ وہی فرزندِ دلبند گرامی ارجمند تھا ۔جس کی خبر طالمود میں ان الفاظ میں دی گئی تھی کہ:

It is also said that he (the Messiah) shall die and his Kingdom descend to his son and grandson. *[Talmud by Joseph Barkeley chapter ;5 Page;37 . London;1878]*

اور جسے متی کی انجیل باب ۲۵ آیات ۱ تا ۱۳ میں آسمانی بادشاہت کے دولہا کے نام سے یاد کیا گیا۔

آپ کے متعلق اسلام میں آنے والے متعدد بزرگوں کو بھی خبر دی گئی حتی کہ پیدائش سے کچھ عرصہ قبل خود حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کو ہوشیار پور میں مکرم شیخ مہر علی صاحب کے مکان پر چلّہ کشی کے دوران بیسیوں عظیم الشان فقرات پر مشتمل آپ کی بابت الہاماً خبر دی گئی جو آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ہی ایک اشتہار کے ذریعہ سے شائع کر دی۔ جو جماعت میں 'پیشگوئی مصلح موعودؓ کے نام سے معروف ہے۔

اس پیشگوئی کے تقریباً ایک ماہ بعد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار کے ذریعہ حضور نے بتایا کہ:

'' ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا''۔

(تبلیغ رسالت جلد اول بحوالہ تذکرہ صفحہ 173-147 مارچ 1886ء)

حضرت مصلح موعودؓ سے پہلے اور اس مذکورہ پیشگوئی کے بعد حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے ہاں ایک لڑکا بشیر احمد پیدا ہوا۔ جو ۴ رنومبر کو اپنی عمر کے سولہویں مہینہ میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف لوٹ گیا۔ بھلا خدا کی باتیں بھی غلط ہوا کرتی ہیں۔ یہ پیشگوئی تو ربّ العالمین کی طرف سے تھی ۔ چنانچہ حضرت مسیحِ موعودؑ نے لکھا کہ:

'' سو بمطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا۔اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر بھی دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے ۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر 1888ء پیدا نہیں ہوا ۔مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا ۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ناممکن ہے''۔

(سبز اشتہار صفحہ 7 حاشیہ)

نیز لکھا کہ'' 20 فروری 1886ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اس لڑکے کا نام رکھا گیا تھا اور یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جائے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے۔......اور اشتہار مذکورہ کی یہ عبارت کہ وہ رِجس سے (یعنی گناہ سے)بکلی پاک ہے یہ بھی اس کی صغرسنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے ....اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت میں شروع ہوتی ہے۔کہ اسکے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا۔اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا۔''

(سبز اشتہار صفحہ20-21 حاشیہ)

حضرت مسیحِ موعودؑ کے شدید معاند پنڈت لیکھرام نے تو اپنے اشتہاروں میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ تین سال میں آپ کی اولاد ختم ہو جائے گی اور آپ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہے گا۔

لیکن اس کی یہ بات غلط نکلی اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت ام المومنین نصرت جہان بیگم صاحبہ کے ہاں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہفتہ کے روز رات دس گیارہ بجے کے قریب پیدا ہوئے۔آپ کا عقیقہ 18 رجنوری 1889ء کو جمعہ کے دن ہوا۔

صغرسنی اور پھر بیماریوں میں گھرا ہوا بے بس معصوم بچہ تو خوامخواہ والدین کا منظور نظر بن ہی جایا کرتا ہے اور اکثر ایسے بچے والدین کے لاڈ پیار سے بگڑ ہی جایا کرتے ہیں ۔مگر آپ جتنے لاڈلے تھے حضرت مسیحِ موعودؑ اور حضرت اماں جان (حضرت نصرت جہان بیگم صاحبہؓ) کو شروع سے ہی آپ کی تربیت کی فکر رہتی تھی اس لئے تربیت کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھا جاتا۔مثلاً ایک دفعہ آپ گھر میں چڑیا پکڑ رہے تھے کہ حضرت مسیحِ موعودؑ نے دیکھ کر فرمایا کہ'' میاں! گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں''۔

ایک دفعہ بچپن میں آپ ایک طوطا شکار کر کے لائے حضرت مسیحِ موعودؑ نے فرمایا! محمود! اس کا گوشت حرام تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کھانے کے لئے نہیں پیدا کیا۔بعض خوبصورت جانور دیکھنے کے لئے ہیں بعض کی آواز اللہ میاں نے اچھی بنائی ہے کہ ہم ان کی آواز سن کر خوش ہوں ۔یعنی بچپن میں ہی آپ کو بتایا گیا تھا کہ بعض چیزیں حرام تو نہیں لیکن ان کا کھانا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں کیا۔

ایک بار حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مرزا بشیر احمدؓ سے جو آپ کے چھوٹے بھائی تھے کہا کہ بشیر! تم بتاؤ علم اچھا ہے یا کہ دولت ۔حضرت مسیحِ موعودؑ پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے جب آپ نے یہ سنا تو فرمایا کہ بیٹا توبہ کرو توبہ، نہ علم اچھا ہے نہ دولت ۔خدا کا فضل اچھا ہے۔

(سیرت مسیحِ موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

کس طرح حضرت مسیحِ موعودؑ نے اپنے چھوٹے سے بیٹے کے دماغ میں شروع سے یہ خیال ڈال دیا کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو علم اور دولت کسی کام کے نہیں۔ کیونکہ اس علم اور دولت سے اگر برے کام کرنے لگ جائیں تو یہ برے بن جاتے ہیں۔

آپ چار سال کے تھے کہ ایک دفعہ اپنے ہم عمر بچوں سے کھیل رہے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ پاس سے گزرے۔انہوں نے بڑے پیار سے پوچھا کہ'' میاں آپ کھیل رہے ہیں؟ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ'' بڑے ہوں گے تو ہم بھی کام کریں گے''۔ (سوانح حضرت فضلِ عمرؓ)

اس طرح نو سال کی عمر کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک لڑکے کے ساتھ گھر میں کھیل رہے تھے۔کھیلتے کھیلتے یونہی ایک کتاب اٹھا کر کھولی تو اس میں لکھا تھا کہ جبرائیل اب نازل نہیں ہوتے آپؓ نے کہا کہ یہ غلط ہے میرے ابّا پر تو نازل ہوتے ہیں۔ اس لڑکے نے کہا کہ نہیں جبرائیل اب نازل نہیں ہوتے۔کیونکہ اس کتاب میں یہی لکھا ہے۔دونوں اپنی اپنی بات پر ڈٹے رہے۔آخر حضرت مسیحِ موعودؑ کے پاس گئے اور اپنا جھگڑا بتایا تو حضور نے فرمایا کہ کتاب میں غلط لکھا ہے جبرائیل اب بھی آتا ہے۔

ایسی ہی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن سے آپ کے بچپن کے علم اور ذہانت کا پتہ چلتا ہے اور خدا کا کہا شروع سے ہی برحق نظر آتا ہے کہ'' وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا......وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا''

1895ء میں حافظ احمد اللہ ناگپوری نے آپ کو قرآنِ کریم پڑھانا شروع کر دیا۔اور 7رجون 1898ء کو آپ کی آمین ہوئی۔جس پر حضرت مسیحِ موعودؑ نے ایک نظم لکھی۔جو درثمین میں'' محمود کی آمین'' کے عنوان سے مرقوم ہے۔

کچھ عرصہ آپ ڈسٹرکٹ بورڈ کے لوئر پرائمری سکول قادیان میں پڑھتے رہے۔ اور 1898ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول بنا تو آپ اس میں داخل ہو گئے۔ آپ نے پرائمری کی جو معمولی سی تعلیم حاصل کی اس میں سات اساتذہ نے آپ کو پڑھایا جن میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب بھیرویؓ۔حضرت مولانا سید محمد سرور شاہؓ صاحب۔ حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب ۔حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحبؓ (سابق مہر سنگھ) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت ماسٹر فقیر اللہؓ جیسے جلیل القدر صحابہ تھے۔

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ آپ کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتے ہیں اسے درج کرنے سے پہلے مَیں سید عبدالقادر جیلانی کا ایک کشف رقم کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضہ قیومیہ صفحہ 32 پر درج ہے کہ'' ایک دن حضرت عبدالقادر جیلانی کسی جنگل میں مراقبہ فرمارہے تھے۔ناگہاں آسمان سے ایک عظیم نور ظاہر ہوا جس سے تمام عالم نورانی ہو گیا۔یہ نور ساعۃً فساعۃً بڑھتا گیا اور روشن ہوتا گیا۔اس سے اُمّت مرحومہ کے اولین وآخرین اولیاء نے روشنی حاصل کی۔حضرت نے تامّل فرمایا کہ اس مثال میں کسی صاحب کمال وجود کا مشاہدہ کرایا گیا ہے۔القاء ہوا کہ اس نور کا صاحب تمام امت کے اولیاء اولین وآخرین سے افضل تر ہے۔پانچ سو سال بعد ظہور فرما ہو کر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرے گا ۔ جو اسکی صحبت سے فیضیاب ہوگا وہ سعادت مند ہوگا۔اس کے فرزند اور خلیفہ بارگاہِ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہیں۔''

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مَیں نے کہا :'' میاں آپ کے والد صاحب کو تو کثرت سے الہام ہوتے ہیں کیا آپ کو بھی الہام ہوتا ہے اور خوابیں آتی ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ مولوی صاحب! خوابیں تو بہت آتی ہیں اور ایک خواب تو مَیں روز ہی دیکھتا ہوں کہ مَیں ایک فوج کی کمان کر رہا ہوں۔''

(سوانح فضلِ عمرؓ)

خدا تعالیٰ کا یہ سلوک بتاتا ہے کہ دراصل آپ کو بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہونے کی تیاریاں کروا رہا تھا تبھی تو کبھی خوابوں میں فوج کی کمان کرتے ہوئے دکھاتا ہے تو کبھی دل سے ایسی دعائیں نکلواتا ہے کہ واقعی اس نے آپ کو اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہو۔

حضرت شیخ غلام محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیحِ موعودؑ بتاتے ہیں کہ ایک رات مَیں نے مسجد مبارک میں دیکھا کہ کوئی دعا کر رہا ہے اور بڑے کرب سے روئے جا رہا ہے۔اس کا کرب دیکھ کر مَیں نے بھی دعا کرنا شروع کی کہ خدایا اس کی دعا قبول کر اور جو یہ مانگتا ہے اسے دے دے۔ بالآخر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دعا کرنے والا بچہ مرزا محمود احمد ہے۔مَیں نے پوچھا میاں خدا سے کیا مانگ رہے تھے تو بتایا کہ'' اے خدا! اسلام کو میری آنکھوں کے سامنے روشن کر۔''

آپ خود فرماتے ہیں کہ'' میں چھوٹی سی عمر میں ایسی دعائیں کیا کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہاتھ سے ہو۔مَیں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے۔مَیں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔پھر اتنا ہو اتنا ہو کہ قیامت تک کا کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں ۔مَیں

نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا تھا کہ یہ جوش اسلام کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پرانا رہا ہے غرض اسی جوش اور خواہش کی بناء پر میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو اور مَیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔'' (منصب خلافت تقریر ۱۹۱۴ء)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور آپ کی دعاؤں کی قبولیت ہی تو تھی کہ ایسی ہمت بندھی کہ 26 مئی 1908ء کو جب حضرت مسیحِ موعودؑ کی وفات ہوئی ہے تو بعض نادانوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ بے وقت وفات ہوئی ہے ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی ٹھوکر کا موجب ہو۔ اس وقت آپ نے جبکہ آپ کی عمر صرف 19 سال تھی حضرت مسیحِ موعودؑ کے سرہانے جا کر عہد کیا کہ ''اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور مَیں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا۔ اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہ کروں گا۔''

چنانچہ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی وفات پر مخالفین نے اپنی گندہ ذہنی کا ثبوت دیتے ہوئے بہت اعتراض کرنے شروع کر دئے تو آپ نے اس کا جواب لکھا جو ''صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے'' کے نام سے کتاب کی صورت میں شائع ہوا یہ آپ کی پہلی کتاب تھی اسے پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا ''مولوی صاحب! مسیحِ موعودؑ کی وفات پر مخالفین نے جو اعتراض کئے ہیں ان کے جواب میں تم نے بھی لکھا اور مَیں نے بھی مگر میاں ہم دونوں سے بڑھ گیا ہے۔''

1913ء میں آپ نے جماعت کے لئے قادیان سے الفضل اخبار ایسے حالات میں شائع کیا کہ جماعت کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ ایک اخبار بھی نکال سکے۔ اس کے لئے آپ کی بیوی حضرت اِم ناصرؓ صاحبہ نے اپنے سارے زیور آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ جن کو بیچ کر الفضل شروع کرنے کا انتظام کیا گیا۔

13/ مارچ 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی۔ اس دن عصر کی نماز کے وقت سب لوگ مسجد نور قادیان میں جمع ہو گئے۔ حضرت نواب محمد علی خانؓ صاحب نے جو حضرت مسیحِ موعودؑ کے داماد تھے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وصیت پڑھ کر سنائی اور لوگوں سے درخواست کی کہ وصیت کے مطابق کسی شخص کو خلیفہ مقرر کر لیں۔ اس پر حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہیؓ نے آپ کا نام پیش کیا۔ لوگوں کا بے حد اصرار دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کی بیعت لی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر غیر مبائعین نے بہت زور لگایا کہ خلافت ختم ہو جائے۔ اور انجمن جماعت کا انتظام سنبھال لے۔ مگر یہ مظہر الحق والعلاء اپنے کاموں میں ایسا اولوالعزم نکلا کہ ان کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ اور جب ان کے سرکردہ مولوی محمد علی صاحب نے دیکھا کہ ہماری دال نہیں گل رہی تو اپنی ایک علیحدہ جماعت بنا لی اور اپنا ایک مرکز لاہور میں قائم کر لیا۔ اس جماعت کو لاہوری یا پیغامی یا غیر مبائعین کہتے ہیں۔ جن کا ایک اعتراض یہ بھی ہوا کرتا تھا کہ خلیفہ تو کوئی صحت مند شخص ہونا چاہئے۔ لیکن بیماری اور کمزوری کے باوجود آپ بہت ہمت سے خلافت کے کام کرتے رہے۔

12/ اپریل 1914ء کو مسجد مبارک قادیان میں ملک بھر کے احمدی نمائندوں کی آپ کے حکم سے ایک مجلسِ شوریٰ ہوئی۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ ''میں چاہتا ہوں کہ ہم میں سے ایسے لوگ ہوں جو ہر زبان جاننے والے ہوں تا کہ ہم ہر زبان میں آسانی سے تبلیغ کر سکیں۔''

لندن میں تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد ہی میں احمدیہ مشن قائم ہو چکا تھا۔ آپ کی خلافت کے دوسرے سال 1915ء میں جزیرہ ماریشس میں دوسرا جماعتی بیرونی مشن آپ کے ذریعہ قائم ہوا۔

یہاں پر ایک دلچسپ بات یہ سامنے آتی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعودؓ میں الفاظ وہ جلد جلد بڑھے گا......اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا'' اس مشن کے قائم ہونے کے ساتھ ہی پورے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ماریشس کے رہنے والے کہا کرتے تھے کہ ہمارا جزیرہ دنیا کا کنارہ ہے۔ خدا کی بات تو 1915ء ہی میں پوری ہو گئی کہ آپ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ آپ کی زندگی ہی میں جماعتِ احمدیہ کے مشن دنیا کے پچاس مختلف ممالک میں قائم ہوئے۔ یہ مشرق میں بھی ہیں اور مغرب میں بھی۔ شمال میں بھی اور جنوب میں بھی۔ کالوں میں بھی اور گوروں میں بھی۔ سرخ لوگوں میں بھی اور زرد میں بھی۔ اگر سب کی فہرست لکھی جائے تو بہت لمبی ہو جائے۔ مختصر طور پر یورپ میں انگلستان میں، ہالینڈ، سوئٹزر لینڈ، سپین، ہنگری، آسٹریا، چیکوسلواکیہ، اٹلی، جرمنی، یوگوسلاویہ، روس اور امریکہ میں شمالی اور جنوبی امریکہ۔ مغربی افریقہ میں غانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، لائبیریا، ٹوگو لینڈ، آئیوری کوسٹ۔ مشرقی افریقہ میں کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ اور جنوبی افریقہ میں اور پھر مشرقِ وسطیٰ میں بھی کئی ملکوں میں مشن کھلے۔ مشرقِ قریب میں سری لنکا اور برما اور ایران میں۔ مشرقِ بعید میں جاوا، سماٹرا، ملایا، سنگاپور، جاپان، چین، ہانگ کانگ اور جزائر فجی میں جہاں جغرافیہ دانوں نے ایک فرضی لکیر کھینچی ہے جس کے مشرق میں چلے جاؤ تو ایک تاریخ کم ہو گی اور اس خط کے مغرب میں آ جاؤ تو ایک تاریخ زیادہ ہو جائے گی جو Date Line کہلاتی ہے اور واقعۃً دنیا کا آخری کنارہ بنتا ہے۔

پس خدا کی بات کیسے عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی کہ ''زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔''

آپ کی خلافت کے آغاز سے ہی تبلیغ کے کام بڑی تیزی سے بڑھنے شروع ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ نے 7/ دسمبر 1917ء کو زندگی وقف کرنے کی تحریک کی جس پر سب سے پہلے 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے۔ جن میں مولوی عبدالرحیم صاحب، شیخ یوسف علی صاحب، صوفی عبدالقدیر صاحب، صوفی محمد ابراہیم صاحب، مولوی جلال الدین صاحب شمس، مولوی ظہور حسین صاحب، شیخ محمود احمد صاحب عرفانی وغیرہ تھے۔

خلافت کے بعد سارا سارا دن اور رات دیر تک مسلسل کام کرتے رہنے سے آپ بہت زیادہ بیمار رہنے لگے۔ تو ڈاکٹروں نے بمبئی جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ 3/ مئی 1918ء کو آپ قادیان سے لاہور روانہ ہوئے جہاں سے ناک اور حلق کا بجلی کے ذریعہ علاج کروانے کے بعد بمبئی تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ کی طبیعت اچھی ہو گئی تو آپ واپس 15/ جون 1918ء کو قادیان تشریف لے آئے۔

جس طرح خدا کو اپنی مخلوق کی فکر ہوتی ہے آپ کو بھی جماعت کے ہر قسم کے لوگوں کی فکر رہتی تھی۔ چنانچہ 1919ء میں آپ کے کہنے پر قادیان میں احمدی یتیم بچوں کے لئے احمدیہ یتیم خانہ قائم کیا گیا تا کہ ان کا کوئی ٹھکانہ قائم ہو سکے اور وہ ادھر ادھر ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔ اور اس یتیم خانے کے افسر حضرت میر قاسم علی صاحب مقرر ہوئے۔

25/ دسمبر 1922ء کو آپ نے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی تا کہ احمدی عورتوں کو دینی تعلیم دلوائی جا سکے اور وہ اچھی بہنیں اچھی بیٹیاں اچھی مائیں، اور اچھی بیویاں بنیں۔ لجنہ اماء اللہ قائم کرنے کے تین سال بعد 1925ء میں احمدی عورتوں کی علمی ترقی کے لئے آپ نے قادیان میں مدرسۃ الخواتین کی بنیاد رکھی۔ جس میں استادوں کے علاوہ آپ خود بھی پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کو عورتوں کی اصلاح کا بہت خیال رہتا تھا۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو جماعت ترقی کرنے لگے۔''

آپ نے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے سکول اور کالج بھی بنوایا تھا تا کہ وہ سچی احمدی مسلمان عورتیں بنیں۔ آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی تعلیم کا خیال رہتا تھا۔ لڑکوں کے لئے تو سکول پہلے ہی تھا لیکن ان کی دینی تعلیم کے لئے جامعہ احمدیہ 15/ اپریل 1928ء کو بنایا جو اب بھی ربوہ میں مبلغین کی تیاری کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ اسی طرح لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لئے آپ نے تعلیم الاسلام کالج بھی بنایا۔ 1924ء کے شروع میں انگلستان کے ویمبلے پارک میں ایک نمائش کے موقع پر مذہبی کانفرنس میں حضرت مصلح موعودؓ نے خود بھی شرکت فرمائی جس میں آپ کا مضمون ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھا جو بہت پسند کیا گیا۔

آپ کو صرف احمدیوں سے ہی پیار نہ تھا بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی بہت ہمدردی تھی۔ کشمیر کے مسلمانوں پر بہت سالوں سے ہندو ظلم کر رہے تھے۔ 1931ء میں جب یہ مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے تو آپ نے کشمیری مسلمانوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے وائسرائے ہند کو تار بھیجا اور پھر مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈروں کا ایک اجلاس شملہ میں بلوایا جس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ اور خواجہ حسن نظامی اور علامہ اقبال کے بار بار زور دینے پر آپ صدارت کے لئے مان گئے۔ جبکہ قبل ازیں کئی دفعہ انکار کر چکے تھے۔ آخر آل انڈیا کمیٹی کی کوششوں سے مہاراجہ کشمیر نے مسلمانوں کے حقوق دینے کا وعدہ کر لیا۔

پاکستان بننے کے بعد حکومتِ پاکستان نے خیال ظاہر کیا کہ کشمیر کی آزادی کے لئے رضا کاروں کی ایک جماعت چاہئے تو آپ نے فرقان بٹالین بنائی جو 1948ء سے 1950ء تک قائم رہی اور احمدی نوجوانوں نے پر جوش انداز میں اس میں حصہ لیا اور میدانِ جنگ میں بھی اپنی فوج کی مدد کی۔ ایک بار حضرت مصلح موعودؓ خود بھی محاذ پر تشریف لے گئے۔ یہ نظارہ بھی عجیب تھا کہ احمدی نوجوان اپنے امام اور پیشوا کو محاذ پر اپنے اندر موجود پا کر خوش خوش کئی گنا بلند عزم و ہمت کے ساتھ میدانِ عمل میں سرگرمِ عمل ہو گئے۔ جہادِ کشمیر میں احمدیوں کی قربانیوں کے متعلق رسالہ ''قائدِ اعظم'' نے 1949ء میں لکھا کہ:

''جہادِ کشمیر میں مجاہدینِ آزادی کشمیر کے دوش بدوش جس قدر احمدی جماعت نے خلوص اور دردِ دل کے ساتھ حصہ لیا ہے اور قربانیاں دی ہیں ہمارے خیال میں مسلمانوں کی کسی دوسری جماعت نے ابھی تک ایسی جرأت اور پیش قدمی نہیں کی۔''

(بحوالہ سوانح مصلح موعودؓ صفحہ31)

حضرت مصلح موعودؓ کے کارناموں پر جونہی انسان غور کرتا ہے تو یہ بات بڑی واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کا نزول یقیناً بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب تھا۔ تحریکِ جدید کو ہی دیکھ لیں جس کی بنیاد 1934ء میں جب تحریکِ شدھی کا عروج اور فتنہ احرار زوروں پر تھا رکھی گئی۔ جو تمام فتنوں کو نیست و نابود کرتی ہوئی روز بروز بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب بنتی چلی جا رہی ہے اس تحریک کے 19 مطالبات تھے جن میں وقفِ عارضی، وقفِ اولاد، اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے علاوہ سادہ زندگی گزارنے جیسے مطالبات تھے۔ آپ خود بھی بڑی سختی سے اس کی پابندی فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کھانے کی میز پر تشریف لائے لیکن کھانا دیکھ کر چپ چاپ اٹھ کر چلے گئے۔ بعد میں فرمایا کہ مَیں نے کہا ہے کہ میز پر صرف ایک سالن ہوا کرے۔ لیکن آج تین قسم کے کھانے تھے۔ اس لئے مَیں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ آپ نے ۴ سال تک اپنی قمیصوں کے لئے کپڑا نہیں خریدا اور تحریکِ جدید کے آغاز سے پہلے کی بنی ہوئی قمیصیں ہی سنبھال سنبھال کر استعمال کرتے رہے۔ شروع میں، گرمی میں برف اور بوتلوں وغیرہ کا بھی استعمال چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے اپنے سب بیٹوں کو وقف کیا ہوا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''میرے تیرہ لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ ہی دین کے لئے وقف ہیں۔''

آپ خود بھی وقارِ عمل میں شریک ہوتے تھے۔ آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ ''جب پہلے دن مَیں نے کہی پکڑی اور مٹی کی ٹوکری اٹھائی تو کئی مخلصین ایسے تھے کہ جو کانپ رہے تھے اور وہ دوڑے دوڑے آتے اور کہتے حضور تکلیف نہ کریں ہم کام کرتے ہیں۔ لیکن جب چند دن مَیں نے ان کے ساتھ کام کیا تو وہ عادی ہو گئے۔ اور سمجھنے لگے کہ یہ ایک مشترکہ کام ہے جو یہ بھی کر رہے ہیں ہم بھی کر رہے ہیں۔

(بحوالہ سوانح مصلح موعودؓ)

حضرت مصلح موعودؓ نے جن تنظیموں کی بنیاد رکھی ان میں سے نہایت شاندار اور اہم خدام الاحمدیہ کی تنظیم ہے جس کا قیام 1938ء میں ہوا۔ جس کے دو سال بعد اسی کے تحت بچوں کے لئے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم بنائی تا کہ 7 تا 15 سال تک کے بچوں کی تربیت اسلام کے مطابق ہو۔ پھر خدام الاحمدیہ میں پروئے جا کر وہ اسلام کے جھنڈے کی سربلندی کا موجب بنتے رہیں۔ اور انصار اللہ کی تنظیم ہے جو 1940ء میں قائم ہوئی جس میں 40 سال سے تا حیات کے مرد حضرات شامل ہوتے ہیں اور ان کا عین مقصد حیات جماعتی خدمات کے علاوہ اپنی نسل در نسل کو خادمِ دین بنانا ہے۔

1939ء میں آپ کی خلافت کے 25 سال پورے ہونے پر جماعت میں خلافت جوبلی منائی گئی۔ جس پر آپ نے جماعت کو شکرانے کے طور پر نیکی کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی تحریک کی۔

نیز اس سال آپ نے ہجری شمسی سال کا ڈھانچہ تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی اور پھر مہینوں کے نام بھی تجویز فرمائے۔ جن میں سے ہر ایک تاریخِ اسلام کے کسی اہم واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ نام یہ ہیں:

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور جماعت کے قیام کے بعد زلازل اور طوفانوں اور آفات ارضی وسماوی کی کثرت پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔

یہ زلازل اور طوفان اور سیلاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور وارننگ کے طور پر ہیں۔

اگر تم اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانوگے اور زمین میں ظلم اور فساد بند نہیں کروگے تو ایسی آفات بطور سزا پہلے بھی آتی رہی ہیں آئندہ بھی آئیں گی۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 27 /جنوری 2006ء بمطابق 27 /صلح 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ﴾ (سورة هود آیت 118)

قادیان کے سفر پر جانے سے پہلے مجھے ایک احمدی کا خط ملا کہ آپ جلسے پر قادیان جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ یہ سفر ہر لحاظ سے مبارک کرے لیکن یہ دعا بھی کریں کہ اس سال ان دنوں میں کوئی آسمانی آفت کوئی تباہی یا زلزلہ وغیرہ نہ آئے۔ یہ ڈر شاید لکھنے والے کا اس لئے تھا کہ گزشتہ دو سالوں میں یعنی 2003ء میں بھی اور 2004ء میں بھی عین انہیں دنوں میں جب قادیان کا جلسہ ہو رہا ہوتا ہے اس کی گہما گہمی ہوتی ہے دو مسلمان ملکوں میں زلزلے کی وجہ سے بڑی تباہی آئی۔ ایک جگہ ہزاروں اور دوسری جگہ لاکھوں لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں اور وہ لقمہ اجل بنے۔ 2003ء میں ایران میں زلزلہ آیا تھا اور 2004ء میں انہیں دنوں میں انڈونیشیا میں جو سب سے بڑا اسلامی ملک ہے سونامی (Tsunami) آیا جس نے بہت زیادہ نقصان کیا۔ اس کا نقصان کئی اور ملکوں اور ساتھ کے ہمسایہ جزیروں میں بھی ہوا۔ پھر 8/ اکتوبر 2005ء کو پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں اور خاص طور پر کشمیر میں انتہائی خوفناک زلزلے کی وجہ سے تباہی پھیلی۔ اس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد تقریباً 87 ہزار بتائی جاتی ہے۔ لیکن بعض کہتے ہیں اس سے بھی زیادہ تھی۔ خبروں سے پتہ لگتا ہے کہ صحیح اندازے، صحیح اعداد و شمار تو ابھی تک معلوم نہیں ہوئے، یا بتانا نہیں چاہتے۔ بہرحال جو بھی تعداد ہے ایک بڑے وسیع علاقے میں بڑی تباہی آئی تھی اور کئی دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ جہاں جہاں تباہی آئی ہے، جو بچے ان کی آبادکاری کے لئے بھی ایک بڑا لمبا عرصہ درکار ہے۔ حکومتوں کی انٹرنیشنل ایجنسیز جو مدد کرتی ہیں، ان کے علاوہ کئی این جی اوز بھی کام کر رہے ہیں۔ شروع میں انہوں نے بہت کام کیا لیکن کیونکہ لمبا عرصہ کام کرنا پڑ رہا تھا، اپنے وسائل نہ ہونے کی وجہ سے کئی تو بیچ میں چھوڑ کر چلی گئیں اور لوگ بیچارے موسم کی شدت کی وجہ سے اور عارضی رہائش، خیموں وغیرہ کی وجہ سے سردی کا شکار بھی ہو رہے ہیں، بیماری کا شکار ہو رہے ہیں۔ ایک خبر کے مطابق برف باری اور بارشوں کی وجہ سے اب مزید ہزاروں موتوں کا خطرہ ہے۔ ہم تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

جماعت ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity First) کے ذریعہ سے جو ایک مدد کرنے کا ادارہ ہے جس میں بہت بڑا بلکہ 99 فیصد حصہ جماعت کے افراد کا ہے۔ جو مدد تھی چاہے وہ رقم کی تھی یا کپڑوں لباس یا دوسری اشیاء کی مدد تھی اس علاقے میں انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔ پہلے حکومت نے ان کو تھوڑا سا کام دیا تھا لیکن اب حکومت کی وہاں خواہش تھی اور انہوں نے زیادہ ذمہ داری ڈال دی ہے کہ ایک نیورو سینٹر قائم کیا جائے جس میں ہیومینیٹی فرسٹ ان کی مدد کرے۔ بہرحال اپنے وسائل کے لحاظ سے جس حد تک ہو سکتا ہے کریں گے کیونکہ زلزلے میں جو نقصان پہنچا، جو صدمے لوگوں کو پہنچے اس کی وجہ سے اعصابی بیماریوں کے افراد بھی بہت زیادہ ہیں۔

پھر 2005ء میں ہی امریکہ میں سمندری طوفان کی وجہ سے ایک بہت بڑی تباہی آئی، پھر اور ملکوں میں سیلابوں وغیرہ کے ذریعہ سے تباہیاں آئیں، ویانا وغیرہ میں بھی، ان جگہوں پر بھی ہیومینیٹی فرسٹ نے بہت کام کیا ہے۔ اور جہاں بھی کام کیا احمدی کیونکہ بڑا الگ کر کام کرتا ہے ان کے کام کو سراہا گیا تو بہرحال انسانیت کے رشتے کے ناطے یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ خدمت انسانیت کریں اور اس کے لئے کسی سے ہمیں اجر نہیں لینا یہ تو ہمارے فرائض سے تعلق رکھنے والی بات ہے، فرائض میں شامل ہے۔

کئی احمدی ان تباہیوں اور زلزلوں کو دیکھ کر یہ بھی سوال کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ اس زلزلے میں تو کئی معصوم جانیں بھی ضائع ہو گئیں اور بعض احمدی کہتے ہیں اگر یہ عذاب تھا تو جو لوگ شرارتی تھے، ظالم تھے ان پر آنا چاہئے تھا معصوم بچے عورتیں کیوں اس کا شکار ہو گئیں۔ اس قسم کے سوالات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اُس زمانے میں کئے گئے تھے جب زلزلے آئے تھے۔ خاص طور پر جب 1905ء میں کانگڑہ کا زلزلہ آیا یا اور دوسری آفات دوسرے ملکوں میں آئیں، امریکہ وغیرہ میں بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان آفات پر اٹھنے والے سوالات کے جواب دیئے ہوئے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے جواب دینے سے پہلے گزشتہ سال جو زلزلہ پاکستان اور کشمیر میں آیا اس پر مختلف پاکستانی اخباروں میں علماء کی جو آراء اور بیانات آئے ہیں اور وہ مجھے اکٹھے کر کے دئے گئے ہیں (پہلے بھی مختلف قسم کی ملک میں آفات آتی رہی ہیں ان پر لوگ لکھتے رہے ہیں) وہ مَیں آپ کو بتاؤں گا۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ عام طور پر مسلمانوں کی اور ملک کی جو حالت ہے اس پر یہ علماء کیا رائے دیتے ہیں، قطع نظر اس کے کہ ان کے اپنے عمل کیا ہیں۔ اس حالیہ زلزلے کے بارے میں بعض سوال جیسا کہ مَیں نے کہا اخباروں نے اٹھائے اور ملک کے غیر از جماعت علماء کے سامنے رکھے۔

روزنامہ پاکستان کی ایک خصوصی اشاعت شائع ہوئی تھی اس میں وہ لکھتا ہے کہ حالیہ تباہ کن زلزلے نے ہر طرف تباہی پھیلا دی ہے، ہر طرف سے چیخوں اور سسکیوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ہنستے بستے گھرانے نیست و نابود ہو گئے ہیں۔ جہاں کل تک قہقہے بلند ہوتے تھے وہاں موت کا گھمبیر سناٹا طاری ہو چکا

ہے۔ انسانیت بلبلا رہی ہے، آدمیت ماتم کر رہی ہے، الفاظ مرثیوں کا روپ دھار چکے ہیں۔ آنکھوں کے آنسو تمام تر بہہ چکے اور چہروں کے رنگ اڑ چکے ہیں۔ لکھتا ہے کہ شدید ترین زلزلے نے جہاں بہت جانی اور مالی نقصان کیا وہاں بہت سے سوالات بھی پیدا کر دیئے ہیں۔ کیا سوال پیدا کئے؟ کہتے ہیں کہ کیا یہ ہمارے اعمال کی سزا ہے؟ کیا یہ ہماری آزمائش ہے، اگر یہ آزمائش تھی تو پھر ایک ہی علاقے میں کیوں، اعمال کی سزا ہے تو معصوم لوگ کیوں ہلاک ہوئے؟ کیا یہ زلزلہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی نشانی ہے؟ تو انہوں نے مختلف علماء کو دعوت دی کہ ان کے جواب دیں تو اس فورم میں جو لوگ آئے اور جو بیان دیئے ان میں سے چند ایک مَیں یہاں رکھتا ہوں۔

سابق صوبائی وزیر مذہبی امور اوقاف زکوٰۃ وعشر، ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری ، ایک معروف اسلامی سکالر ہیں، افسوس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حالیہ زلزلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عبرتناک، بہت بڑی تنبیہ، ایک بہت بڑا سبق ہے۔ عوام، سیاستدان علماء و حکمران اس سے سبق سیکھیں۔ عوام کے لئے تو اس لئے کہ ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو مسلمان ہو کر کلمہ پڑھ کر اپنی حرکتوں سے اسلام اور کلمہ کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ نہ حقوق اللہ کی فکر کرتے ہیں اور نہ ہی انسانی حقوق کا احساس کرتے ہیں، اور جو کلمہ پڑھنے والے اور اس کو سمجھنے والے اور اس کا فہم و ادراک رکھنے والے ہیں ان کو تو انہوں نے ویسے ہی خارج کر دیا ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ علماء کے لئے زلزلہ لمحہ فکریہ ہے کہ جو آپس میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کر کے ملک کو قرآن و سنت کے نظام کا گہوارہ بنانے کی بجائے فرقہ وارانہ تعصب پھیلاتے، ایک دوسرے کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں بعض فرقوں کے لوگ مذہبی جنون میں اس حد تک مبتلا ہو جاتے ہیں کہ مخالف فرقے کے افراد کے قتل جیسے بدترین گناہ کو بھی ثواب تک ٹھہرا لیتے ہیں۔ حکمرانوں کے لئے یہ ناگہانی آفت عبرت و لمحہ فکریہ ہے کہ حکمرانوں نے حصول پاکستان کا مقصد بھلا ڈالا اور انہیں عوام کی تکلیفوں کا احساس تک نہیں رہا۔ انہیں اقتدار کا تحفظ تو عزیز ہے مگر عوام کی جان و مال، عزت و آبرو کا تحفظ عزیز نہیں ہے۔

پھر ایک اور سکالر، شرعی عدالت کے مشیر خصوصی حافظ صلاح الدین یوسف کہتے ہیں کہ زلزلہ تازیانہ عبرت تھا ہمیں اس سے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے۔ جب کفر و طغیان بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ضرور آتی ہے۔ باقی یہ کہنا کہ معصوم لوگ کیوں ہلاک ہوئے تو حدیث میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی گرفت آئے گی تو سبھی پکڑے جائیں گے، سبھی تباہ ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا نیک لوگ بھی تباہ ہوں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں نیک لوگ بھی۔ ان کے ہوتے ہوئے بھی عذاب آ سکتا ہے۔ البتہ قیامت کے دن ان کی نیتوں اور اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ کبھی دے کر آزماتا ہے کبھی واپس لے کر آزماتا ہے، زندہ کرنا اور مارنا اس کی قدرت میں ایک نظام ہے اس تباہ کن زلزلے نے بھی جسے چاہا ہلاک کر دیا اور جس کو چاہا بچا دیا۔ ہمیں اس کی خوشنودی کی خواہش رکھنی چاہئے اور اس کے احکامات کی تعمیل میں لگے رہنا چاہئے۔ اس زلزلے کو حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی نشانی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

بہر حال اتنا ہی کافی ہے کہ ہر طبقے کی بداعمالیوں کو تسلیم کر لیا اور خود بھی ان میں شامل ہیں۔ حکومت میں شامل جو ہوئے۔ باقی یہ نشانی ہے یا نہیں یہ تو مَیں آگے جا کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے بتاؤں گا۔ پھر آگے لکھتے ہیں ہمیں اس ناگہانی آفت میں اپنے مالک کی طرف لوٹنا چاہئے اور متاثرین کی امداد میں بھی سرگرم ہونا چاہئے۔ اور سرگرم اگر ہے تو وہ آج بھی جماعت احمدیہ ہے ان میں سے تو اکثریت چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

پھر ان کے ایک سکالر حافظ محمد ادریس صاحب ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مال غنیمت کو ذاتی سرمایہ بنا لیا جائے، امانتوں کو مال غنیمت جان کر ہضم کر لیا جائے، گانے بجانے والیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے، شراب اور جوأ عام ہو جائے، امانتیں نااہل لوگوں کے سپرد کر دی جائیں، مسجدوں سے آوازیں اونچی ہونے لگیں، (یعنی ان کی مسجدوں سے ہی آوازیں اونچی ہوتی ہیں جو لڑائی، جھگڑے، فساد، قتل و غارت کرتے ہیں)۔ تو لوگوں کو زلزلوں کا انتظار کرنا چاہئے۔ کہتے ہیں کہ یہ زلزلہ بھی ہماری کوتاہیوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے آیا ہے ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اور پھر وہی کہ حضرت عیسیٰؑ سے کوئی تعلق نہیں۔ کہتے ہیں کہ زلزلہ قدرت کی طرف سے ایک وارننگ ہے تا کہ ہم اپنے رویے تبدیل کر لیں اور اپنے مالک کی طرف رجوع کر لیں۔

تو اگر حقیقت میں خالص ہو کر مالک کی طرف رجوع کریں گے اور رویے تبدیل کریں گے، ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خود بتا دے گا اور جس کا اعلان بھی ہو چکا ہے کہ ''یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا''۔

پھر یہ لکھتے ہیں کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے دوری کی زندگی بن چکی ہے۔ تو تب بھی نہیں سمجھ رہے۔ باتیں تو صحیح کر رہے ہیں لیکن نتیجے غلط نکال رہے ہیں۔ اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہیں چمٹیں گے آنے والے مسیح کے ساتھ نہیں چمٹیں گے تو یہ دوری تو بڑھتی جائے گی کیونکہ اللہ کے رسول کے حکم کی پابندی نہیں کر رہے۔ پھر کہتے ہیں کہ وہ تمام علامات جو زلزلوں کی آمد کی بتائی گئی ہیں وہ آج ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔

پھر عبدالغفار روپڑی صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب قومیں نافرمانی میں حد سے بڑھ جائیں اور ظلم و فسق کی انتہا ہو جائے تو سزا ملتی ہے۔

پھر ایک پروفیسر عبدالرحمان صاحب لودھیانوی ہیں، کہتے ہیں کہ ارشاد باری ہے ہم ان لوگوں کو بڑے عذاب یعنی قیامت کے آنے سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذابوں میں مبتلا کریں گے تا کہ یہ دین کی طرف لوٹ آئیں۔ اس فرمان الٰہی کی روشنی میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ زلزلہ ایک تنبیہ اور ایک وارننگ ہے کہ اپنے اعمال ٹھیک کر لو۔ عذاب اسی وقت آتا ہے جب قوم شرک و بدعت، کفر و طغیان میں بے حیائی اور خود غرضی کا شکار ہو جائے۔ جس مقام پر سونامی آیا وہاں بھی لوگ حدوں سے گزر چکے تھے۔ اس زلزلے کو قیامت کی دیگر علامات کی طرح علامت تو قرار دیا جا سکتا ہے مگر اس کو حتمی طور پر نزول عیسیٰ کا پیش خیمہ قرار نہیں دیا جا سکتا، یعنی علامت تو ہے لیکن حتمی بات نہیں ہو سکتی، ابھی انتظار ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں قیامت کی بعض علامات بیان فرمائی ہیں ان کے ظہور کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت عنقریب آنے والی ہے۔ ان میں سے بعض ظاہر ہو چکی ہیں، مثلاً والدین کی نافرمانی، بلند و بالا عمارات کی تعمیر وغیرہ۔ پھر کہتے ہیں کہ زلزلے کے اسباب میں حکومت کی نام نہاد روشن خیالی کی تعلیم اور عوام کی اسلامی تعلیمات سے روگردانی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ زلزلے میں مبتلا ہونے کے اسباب کا اندازہ ہم بنی اسرائیل پر آنے والے عذابوں سے لگا سکتے ہیں یا رسول پاک ﷺ کی اس حدیث کے مطابق کہ جب تباہی ہوگی تو بُروں کے ساتھ سبھی ہلاک ہوں گے مگر قیامت کے روز ان کی نیتوں یا اعمال کے مطابق سلوک ہوگا۔ ہمیں اس زلزلے پر غور و فکر کے ساتھ ساتھ اس کے متاثرین کی امداد پر توجہ دینی چاہئے۔

پھر ایک شیعہ عالم ہیں حافظ کاظم رضا، وہ کہتے ہیں کہ آج پاکستان کا ہر فرد اس زلزلے سے متاثر ہو چکا ہے یہ سانحہ مسلمانوں کے لئے تنبیہ ہے تا کہ بندے اپنے خالق کے راستے پر چل پڑیں۔ سب سے پہلے ہدایت کا راستہ اپنائیں جس مقصد کے لئے مخلوق کو خلق کیا۔ انسان کو انسانیت کی منزل پر فائز رکھنے کے لئے اچھے راستے کی ہدایت کی۔ فطرت طبع کے مطابق انسان خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ انسان کو سیدھی راہ پر چلانے کے لئے انبیاء و صحائف بھیجے گئے۔ جب بھی انسان راہ ہدایت سے ہٹنے لگا تو وہ تباہ ہو گیا۔ قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط کے قصے قرآن پاک میں موجود ہیں کہ کس کس طرح قوموں کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ ظلم کرنا ہی ظلم نہیں، ظلم پر خاموشی بھی ظلم ہے۔ برائی کو دیکھ کر برائی سے نہ روکنا بھی جرم ہے۔ ہم اسلامی تعلیمات سے دور ہو رہے ہیں۔ فتنہ فساد عام ہے۔ چنانچہ قدرت کی طرف سے وارننگ اور آزمائش کے طور پر زلزلے آفات وغیرہ آتی ہیں۔ معصوم لوگوں کی ہلاکت قدرت کی طرف سے ظلم نہیں۔ یہ زلزلہ انسان کے لئے تنبیہ تھا تا کہ مسلمان راہ ہدایت پر قائم رہیں۔ اس کے بعد پھر وہی حضرت عیسیٰ کا ذکر اور وہی باتیں۔

پھر کہتے ہیں امام مہدی کے ظہور کی علامتوں میں بھی برائی کا زور و شور ہے۔ یعنی برائی پھیلے گی یہ بھی علامت ہے۔ اس لئے اس زلزلے کو بھی ان کی آمد کی نشانیوں میں سے ایک قرار دے سکتے ہیں۔ تنبیہ اور وارننگ کے باوجود لوگوں میں برائی پھیلتی چلی گئی۔ تو پھر جب حد ہو جائے گی تو امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ گویا ابھی حد نہیں ہوئی۔

پھر حافظ عبدالمنان صاحب کہتے ہیں کہ یہ ہماری کوتاہیوں اور غفلتوں کا نتیجہ تھا۔ اس میں ہلاک ہونے والے معصوم لوگوں کی وفات پر ہمیں افسوس ہے مگر ان کی ہلاکت ہمارے لئے ایک سبق ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت آ جاتا ہے تو پھر کسی کو بھی بچنے کی مہلت نہیں ملتی۔ ہمیں اس زلزلے کے بعد اپنے رویوں کو تبدیل کرنا چاہئے اور اپنے مالک کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سارے علماء کے بیانات اس سپیشل نمبر میں آئے تھے۔

تو بہر حال یہ سب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ برائیاں تھیں اور ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ وارننگ دی یا عذاب آیا۔ لیکن اتنا ہی تسلیم کر لینا کافی نہیں ہے۔ مسیح و مہدی کا ظہور تو ہو چکا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو ماننے کا حکم بھی ہے دعویٰ کرنے والا بھی موجود ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمینی اور آسمانی نشان بھی ظاہر فرما دیئے ہیں۔ اب بھی اگر آنکھیں بند رکھنی ہیں تو پھر اللہ ہی لوگوں کو سمجھائے گا۔ اور خود جو

عالم بنے ہوئے ہیں، قوم کو تو یہ سمجھا رہے ہیں، ان کو خود بھی تو سمجھنا چاہئے۔ قرآن کریم نے جو پیشگوئیاں فرمائیں وہ پوری ہوگئیں پھر چاند اور سورج نے بھی گواہی دے دی۔ تو اب اور مزید انتظار کے لئے رہ کیا گیا ہے۔ اور پھر یہیں تک نہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ 1905ء سے یہ نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں۔ 1905ء میں کانگڑہ میں (ہندوستان میں ایک جگہ ہے) وہاں بڑا زبردست زلزلہ آیا تھا۔ قادیان تک بھی اس کا اثر آیا تھا۔ تو یہ جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے بھی وارننگ ہے اور غیر مسلموں کے لئے بھی وارننگ ہے۔ سیلابوں کے ذریعہ سے، سمندری طوفانوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بار بار توجہ دلا رہا ہے۔

اس بارہ میں جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے مطابق دنیا میں گزشتہ گیارہ سو سال میں جو بڑے بڑے زلزلے آئے ہیں، ان کی تعداد گیارہ ہے۔ اور گزشتہ سو سال میں جو زلزلے آئے ہیں، بشمول 1905ء کا کانگڑہ کا زلزلہ (جو ان اعداد میں شامل نہیں کیا گیا) لیکن مَیں نے اس کو شامل کیا ہے ان کی تعداد 13 بنتی ہے۔ یہ وہ زلزلے ہیں جن میں 50 ہزار یا اس سے زائد اموات ہوئیں۔ کانگڑہ کے زلزلے کو شامل نہیں کرتے کیونکہ وہ ان کے لحاظ سے 20-25 ہزار ہیں۔ لیکن بعض پرانے اخباروں نے اس وقت 50-60 ہزار بھی لکھا تھا۔ بہرحال جو بھی اعداد تھے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھا اس لئے مَیں نے اس کو شامل کیا ہے۔ کیونکہ بعض اخباروں نے اس وقت 50-60 ہزار تعداد لکھی تھی۔

مَیں نے ایک اور زاویے سے بھی دیکھا ہے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو بھول رہی ہے اور اب جو نئی صدی میں داخل ہوئے ہیں یہ بھی بڑے دعووں سے داخل ہوئے ہیں۔ دنیاوی ترقی کی ہی باتیں ہیں، خدا کی طرف رجوع کرنے کی باتیں نہیں ہیں۔ یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے اور پچھلی صدی کو جو الوداع کہا گیا ہے وہ امیر ملکوں نے بڑے شور شرابے سے ہا ہو کر کے اس کو الوداع کیا۔ بے تحاشا رقمیں خرچ کیں، کسی کو یہ احساس نہیں ہوا کہ غریب ملکوں کو کسی طرح پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔ بڑی بڑی نشانیاں بتا دیں کروڑوں روپے خرچ کر لئے، پاؤنڈز خرچ کر لئے۔ کروڑوں کیا بعض جگہ تو اربوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا نئی صدی کا استقبال بھی اس طرح ہوا کہ خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی ہے۔ اور جو انسانی ہاتھوں سے دنیا میں بے چینی اور تباہی گزشتہ سالوں میں آئی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ ایک جگہ کوائف ملے تھے پچھلے سو سال میں، تقریباً 33 ممالک میں مختلف تباہیوں میں 9 کروڑ 50 لاکھ آدمی موت کے شکار ہوئے۔ 1900ء سے لے کر 2000ء تک۔

تو بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ گزشتہ صدی کو بھی انہوں نے نہیں سمجھا۔ ساڑھے 9 کروڑ اموات کی کوئی قدر ان کے نزدیک نہیں تھی، ان کو کسی نے نہیں دیکھا۔ پھر بھی ان کے لئے امن پیدا کرنے کی کوشش، اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کی کوشش نہیں کی اور اگلی صدی کے استقبال میں بھی وہ خانہ بالکل خالی رکھا۔ تو یہ جو زلزلے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں جھنجھوڑا ہے۔ قوموں کو جھنجھوڑا ہے، دنیا کو جھنجھوڑا ہے کہ ابھی بھی باز آ جاؤ۔

مَیں نے ایک جائزہ لیا تھا کہ اس نئی صدی میں جب ہم داخل ہوئے ہیں تو کیا صورت حال ہوئی ہے۔ تو جنوری 2001ء میں یعنی پہلے سال میں ہی انڈیا میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔ تقریباً 7.9 ریکٹر (Rechter) سکیل پر اس کا میگنی چیوڈ (Magnitude) تھا اور اس میں تقریباً 20 ہزار سے زائد آدمی مرے۔ پھر 2003ء میں ایران کا زلزلہ آیا۔ پھر سونامی آیا جس میں کہتے ہیں 2 لاکھ 83 ہزار موتیں ہوئیں۔ پھر پاکستان میں آیا (ساری مَیں نہیں گن رہا) تو یہ پانچ بڑی بڑی تباہیاں نئی صدی کے پہلے پانچ سالوں میں آئی ہیں اور اندازہ ہے، مَیں جائزہ لے رہا ہوں کہ احمدیت کے سو سال پورے ہونے کے بعد 1989ء کے بعد بھی ان میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اگر انسان سوچے تو یہ جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ یہ لوگوں کو، قوموں کو یاد دلانے کے لئے ہے کہ خدا کو پہچانو، آنے والے کی آواز پر کان دھرو۔

ان گزشتہ 8-10 سالوں میں یا ہم کہہ سکتے ہیں احمدیت کے 100 سال پورے ہونے کے بعد سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز تقریباً ہر جگہ پہنچ چکی ہے۔ پھر مَیں نے ایک جائزہ لیا تھا کہ احمدیت کے 100 سال 1989ء میں جو پورے ہوئے، پورے کوائف تو نہیں ملے، مثلاً انڈیا کے ملے تھے۔ صرف انڈیا میں 1990ء سے لے کر اب تک 6 بڑے زلزلے آئے ہیں جبکہ اس سے پہلے 1897ء سے لے کر 1988ء تک یہ تقریباً 91 سال بنتے ہیں، 12 زلزلے آئے تھے۔ اور دنیا کے دوسرے ممالک اس کے علاوہ ہیں۔ اب یہ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا یہ اتفاقات ہیں یا تقدیر الٰہی ہے؟ یا لوگوں کو جھنجھوڑنے کے لئے تنبیہ ہے؟۔

امریکہ میں جو سمندری طوفان قطرینہ آیا، بہت سے لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ یہ ہمارے گناہوں کی سزا ہے۔ اس چیز کو وہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ایک چرچ کے ممبر نے لکھا کہ یہ طوفان ہمیں بتاتا ہے کہ خدا کی ذات حقیقت ہے۔ اب ایک خدا کی طرف بھی لوٹ رہے ہیں۔ اور ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ گناہوں کے یہی نتائج ہیں۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا کہ ان گناہوں کی جگہوں پر یہ تو ایک طوفان آیا ہے بلکہ ان کے نیچے سے زلزلے بھی آ سکتے ہیں، ان کے نیچے سے آتش فشاں بھی پھٹ سکتے ہیں۔ یہ تو سب تسلیم کرتے ہیں کہ گناہوں کی سزا ہے اور ایک خدا کی پہچان کرنی چاہئے۔ لیکن پھر چند دنوں بعد بھول جاتے ہیں کہ خدا کوئی چیز ہے بھی یا نہیں خدا سب طاقتوں کا مالک ہے بھی یا نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور اسی طرح آپؐ کا مسیح بھی تمام دنیا کے لئے آیا ہے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اس لئے یہ طوفان، یہ زلزلے، یہ سیلاب، صرف ایک علاقے کے لئے نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر قوم کو، ہر ملک کو یہ وارننگ دی جا رہی ہے تو اس لحاظ سے ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ دنیا کو بتائیں کہ ان آفات سے نجات کا اب صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا کو پہچانو اور ظلم اور ناانصافیوں کو ختم کرو۔

پاکستان کے دو کالم نگار لکھتے ہیں، ایک نے نوائے وقت میں 1992ء میں لکھا تھا، پرانا حوالہ ہے کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق مختلف ادوار میں مختلف قوموں اور قبیلوں پر ان کی سرکشی اور گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ یہ عذاب زلزلے کی صورت میں ہو یا سیلاب یا طوفان کی شکل میں یا پھر پلیگ (Plague) یا جنگ کے انداز میں۔ عذاب بہرحال عذاب ہوتا ہے۔ پیغمبروں کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے رابطہ اور واسطہ تھا۔ وہ لوگوں کو خوشخبریاں بھی سناتے تھے اور آنے والے عذاب سے بھی ڈراتے تھے۔ کچھ لوگ راہ ہدایت اختیار کر کے دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاتے تھے اور نافرمان اور سرکش لوگ زمین کے پیٹ کی آگ کا ایندھن بن جاتے تھے۔

پھر ایک لکھنے والے اسد چوہان صاحب ہیں، پھر ایک مجیب الرحمٰن شامی صاحب ہیں۔ کالم لکھتے ہیں گو کہ ہمارے خلاف بھی لکھتے ہیں، بہرحال انہوں نے یہ بھی لکھا کہ پورا ملک سیلاب کی لپیٹ میں ہے پانی ہے کہ بستیوں کو ویران کرتا چلا جا رہا ہے۔ (یہ بھی 1992ء کا ہی ہے پرانا لکھا ہوا ہے لیکن اس سے ذرا صورت واضح ہوتی ہے) آزاد کشمیر اور پنجاب میں قیامت کا سماں ہے۔ ہزاروں دیہات ڈوب چکے ہیں۔ لاکھوں ایکڑ پر کھڑی فصل تباہ ہو چکی ہے۔ ہزاروں مکانات کھنڈر بن گئے ہیں۔ جانی نقصان بھی ہزاروں میں ہے، ملکی معیشت کو اربوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ یہ سب تباہی پانی کی پیدا کردہ ہے اس کا سبب پانی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ پیدا کرنے والا اپنے فرائض سے سبکدوش نہیں ہوا۔ اس نے ریٹائرمنٹ نہیں لی۔ اس نے آنکھیں بند نہیں کیں۔ اسے اونگھ نہیں آتی۔ بے خبری کی چادر اس نے نہیں اوڑھی۔ اس نے تو صرف یہ کیا ہے کہ وقت کی چند مٹھیاں چند انسانوں کو دے ڈالی ہیں۔ ان کو عمل کی مہلت دے دی ہے اور دیکھ رہا ہے کہ وہ اس مہلت کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ ایک باغی کے طور پر یا ایک فرمانبردار کے انداز میں۔ ایک خلیفہ کے طریقے سے یا ایک مطلق العنان بادشاہ کے لہجے میں۔ دیکھنے والا دیکھتا ہے، دیکھ رہا ہے کہ اس کے پانی، اس کی ہواؤں، اس کی روشنی اور اس کی زمین کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے۔ اللہ کی نعمتوں کو ذاتی جائیداد بنا کر جھگڑا کرنے والے اس کے پیغام کو اس کی ہدایت کو جھٹلاتے ہیں۔ اس کی طرف بلانے والے کو جھوٹا قرار دیتے ہیں (ذرا غور کریں) اس کے راستے پر چلنے کو ناممکن اور محال بتاتے ہیں۔ اس زمانے میں بلانے والا کون ہے اور اپنے آپ کو ان بے لگام خواہشات کو اپنا رب بناتے ہیں تو پھر آواز گونجتی ہے کہ انہوں نے ہمارے بندہ کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بری طرح جھڑکا گیا آخرکار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مَیں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔ تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا۔ اور یہ سارا پانی اس کام یعنی تباہی کو پورا کرنے کے لئے مل گیا، جو مقدر ہو چکا تھا۔ (یہ قرآن شریف کی سورۃ القمر کی آیت کا حوالہ ہے)

کہتے ہیں کہ یہ پانی جو ہماری زمینوں پر مل رہا ہے، زمین کے اوپر رہنے والے لاکھوں افراد زمین کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں، یہ کوئی پیغام دے رہا ہے، کچھ کہہ رہا ہے، کسی کی موجودگی کا احساس دلا رہا ہے۔ لیکن ان کو خود احساس نہیں ہو رہا۔ تو یہ بھی ایک آسمانی آفت کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں بتا رہے ہیں، بڑی اچھی بات کی جیسا کہ آیت انہوں نے لکھی ہے، کوٹ (quote) کی ہے۔ تو اس زمانے میں ہمیں تو ایک شخص ہی ایسا نظر آتا ہے جس نے اپنے رب سے دعا کی کہ مَیں مغلوب ہو گیا میری مدد کر اور اللہ تعالیٰ نے مدد کے وعدے کئے۔ اور پھر دیکھیں خدا تعالیٰ کی قہری تجلی، 1905ء سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہے۔

تو یہ کالم لکھنے والے بھی اور یہ کالم پڑھنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر نظر رکھیں جس کو انہوں نے Quote کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سب مسلمان کہلانے والے ہیں اس بات کو جانتے ہیں، علم رکھنے والے بھی ہیں، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ کہ پس اے سمجھ بوجھ

رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔ تو اللہ کرے کہ اس بات کو یہ لوگ سمجھنے والے بھی بن جائیں۔ اس آنے والے نے تو دنیا کو سمجھایا اور آج بھی اس کی جماعت اللہ کے فضل سے دنیا میں پیغام پہنچا رہی ہے کہ ظلموں اور ناانصافیوں کو بند کرو، لہو ولعب میں پڑنے کی بجائے اپنے خدا کو پہچانو کیونکہ اللہ نے تو واضح فرما دیا ہے کہ فساد پھیلانے والے سرکش ہیں اور انہیں سزا ملتی ہے اور ملے گی۔ پہلے بھی ملتی رہی ہے۔ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا بند کرو ورنہ پہلوں کا انجام بھی تمہارے سامنے ہے۔ اپنے ماپ تول صحیح کرو، ایک دوسرے سے صحیح سلوک کرو، تعلقات کو ٹھیک کرو، دنیا کے امن کو برباد نہ کرو۔ اگر تم اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانو گے اور زمین میں ظلم اور فساد بند نہیں کرو گے تو پھر یہ آفات سامنے ہیں، نظر آ رہی ہیں اور آتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو یونہی بستیاں تباہ نہیں کرتا۔ یہ آیت جو مَیں نے پہلے پڑھی تھی اس میں تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے خود بھی اس بات کا بہت سارے مسلمان علماء ذکر کر چکے ہیں۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ازراہ ظلم ہلاک کر دے جبکہ ان کے رہنے والے اصلاح کر رہے ہوں۔ پس خاص طور پر مسلمانوں کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ جس نبی کے ماننے کا دعویٰ ہے کیا اس کی تعلیم اور سنت پر عمل کر رہے ہیں؟۔ یہ علماء بھی جو اخباروں میں قوم کو توجہ دلا رہے ہیں کہ یہ ظلم وفساد پیدا نہ کرو خود اپنے گریبان میں بھی جھانکیں۔ کہیں ان کے قول وفعل میں تضاد تو نہیں۔ بلکہ تضاد ہے، دنیا کو نظر آتا ہے اگر تضاد نہ ہوتا تو امام وقت کو ان کو ماننے کی توفیق ملتی۔

اور ایسے ہی علماء جن کو ماننے کی توفیق نہیں مل رہی اور جو فساد پیدا کرتے ہیں ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ الفاظ یہ ہیں کہ عُلَمَآءُ هُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ۔ بدترین مخلوق ہوں گے اور ان میں سے بھی فتنے اٹھیں گے۔ اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ یعنی تمام خرابیوں کے یہی سرچشمے ہوں گے۔

تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے کہ اپنے علماء کو بھی دیکھیں، ان کے قول وفعل کو دیکھیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ہمارے احمدیوں میں بھی بہت سارے لکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ معصوم جانیں کیوں ضائع ہوتی ہیں۔ کچھ تو آپ نے سن لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’مکّہ میں جب قحط پڑا تو اس میں بھی اوّل غریب لوگ ہی مرے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ ابوجہل جو اس قدر مخالف ہے وہ کیوں نہیں مرا‘‘۔ فرمایا: ’’حالانکہ اس نے تو جنگ بدر میں مرنا تھا‘‘۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت رکھا ہوا تھا کس طرح اس نے مرنا ہے تاکہ لوگوں کے لئے نشان بنے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ: ’’یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ابتلاء ہوا کرتا ہے۔ اور یہ اس کی عادت ہے اور پھر اس کے علاوہ یہ اس کی مخلوق ہے۔ اس کو ہر ایک نیک اور بد کا علم ہے۔ سزا ہمیشہ مجرم کے واسطے ہوا کرتی ہے۔ غیر مجرم کے واسطے نہیں ہوتی۔ بعض نیک بھی اس سے مرتے ہیں۔ مگر وہ شہید ہوتے ہیں اور ان کو بشارت ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ سب کی نوبت آ جاتی ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 650)

پھر ایک سوال ہوا کہ سان فرانسسکو میں جو زلزلہ آیا ہے، یہ بھی آپ کا نشان ہے۔ آپ کی باتوں سے لگتا ہے تو اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ تمام زلزلے جو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات میں آئے ہیں یہ محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں‘‘۔ کیونکہ اس زمانے میں بعض جگہوں پر پیغام تو نہیں پہنچا ہوگا۔ فرمایا کہ مَیں نے یہ نہیں کہا کہ یہ میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں،’’ کسی اور امر کا اس میں دخل نہیں۔ ہاں مَیں کہتا ہوں کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اس طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں۔ تب اس زمانے میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے اور کوئی حصہ دنیا کا اس کی تکذیب کرتا ہے تب اس کا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کو سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں ایک محرک ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنے گزشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے اس کے لئے اس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل:16) ’’کہ ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک ان کی طرف کوئی رسول نہ بھیج دیں۔ تو یہ علماء جو بحث کر رہے ہیں کہ عذاب تو آیا ہے لیکن یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد سے اس کا کوئی تعلق ہے یہ غلط ہے۔ ایک حصے کو تو تسلیم کر رہے ہیں، دلیل تو قرآن وحدیث سے بڑی اچھی دے رہے ہیں لیکن قرآن کریم کی اگلی بات کو ماننے کو تیار نہیں۔ وہاں ان کی روٹی پر اثر پڑتا ہے۔

تو فرمایا کہ اس سے زیادہ میرا مطلب نہ تھا کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے۔ ’’یہی قدیم سنت اللہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا سو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونے کا ان کے گزشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے ان کو ہلاک کرنے والے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور نیز اس وجہ سے کہ مَیں نے براہین احمدیہ اور بہت سی کتابوں میں یہ خبر دی تھی کہ میرے زمانہ میں دنیا میں بہت سے غیر معمولی زلزلے آئیں گے‘‘ اور وہ اعداد جو مَیں نے دیئے ہیں اس سے ثابت ہو گیا’’ اور دوسری آفات بھی آئیں گی اور ایک دنیا ان سے ہلاک ہو جائے گی۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں‘‘۔ تو اب تو خبر بھی دنیا میں ہر جگہ پہنچ چکی ہے عموماً۔ ’’جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے دنیا پر عذاب آیا بلکہ پرند چرند وغیرہ بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔ غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اس کو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں اور قرآن شریف بھی یہی فرماتا ہے۔ .... خلاصہ کلام یہ کہ سنت اللہ اسی طرح پہ جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جن میں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جن کا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں۔ پھر رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر پر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے۔ اس لئے باہر کوئی نہیں رہے گا‘‘۔

فرمایا کہ ’’اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے ﴿اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا﴾ (الرعد:42) یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں۔ اس میرے بیان میں ان بعض نادانوں کے اعتراضات کا جواب آ گیا ہے جو کہتے ہیں کہ تکفیر تو مولویوں نے کی تھی اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے۔ اور کانگڑہ اور بھاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلے سے ہلاک ہو گئے۔ ان کا کیا قصور تھا، انہوں نے کونسی تکذیب کی تھی۔ سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ان قہری نشانوں سے جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے، فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ صرف غریب مارے گئے‘‘۔ یعنی 9 نشان تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے۔ ’’لیکن آخرکار خدا نے فرعون کو مع اس کے لشکر کو ختم کر دیا۔ یہ سنت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کر سکتا‘‘۔

پس یہ جو علماء کہتے ہیں کہ عذاب تو ہے لیکن مسیح کی آمد سے اس کا تعلق نہیں جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا قرآن کریم تو ان کی بات کو رد کرتا ہے۔ قیامت کے روز قوم اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گی کہ بگڑنے کی پیشگوئیاں تو پوری ہو گئیں اور ہم انتظار میں رہے کہ مسیح ومہدی آئیں، یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور ہمارے علماء بھی انتظار کرواتے رہے اور بغیر مسیح ومہدی کو بھیجے تُو نے ہم پر عذاب بھیج دیا۔ یہ بھی تو سوال اٹھنا چاہئے۔ پس قوم کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے اور اگر علماء کی نیت نیک ہے تو ان کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے۔

پس اب چاہے مسلمان ممالک ہوں یا ایشیا کا کوئی ملک ہو یا افریقہ ہو یا جزائر ہوں یا یورپ ہے یا امریکہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے بعد اگر اپنی حالتوں کو نہیں بدلیں گے تو کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما چکے ہیں کہ:

’’اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنے چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 269)

پس جہاں یہ دنیا کے لئے انذار ہے ہمارے لئے بھی فکر کا مقام ہے کہ اپنے دلوں کو پاک کریں ہم بھی کہیں ان لوگوں میں شامل نہ ہو جائیں اور ان لوگوں میں شامل ہو کر خدا کے حضور حاضر نہ ہوں جن کے دامن پر کسی بھی قسم کا داغ ہو۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچائیں۔ اگر اب بھی ہم نے ہر ایک تک پیغام پہنچانے کی کوشش نہ کی تو علماء یا دوسرے لوگ تو پرے ہٹ رہے ہیں یا علماء بگاڑ رہے ہیں یا لیڈر بگاڑ رہے ہیں۔ انسانیت کے ساتھ ان کو کوئی ہمدردی نہیں لیکن ہمارا ابھی جو انسانیت کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا دعویٰ ہے یہ صرف زبانی دعویٰ ہوگا۔ پس دنیا کے ہر کونے میں، ہر احمدی کو، ہر شخص تک، ہر بگڑے ہوئے تک، یہ پیغام پہنچانا چاہئے کہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کے آگے جھکے اور اس کے حکموں پر عمل کرے۔ اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس پڑھتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ:

"اخبار میں چھاپ دو اور سب کو اطلاع کردو کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کئی بار مجھے بذریعہ وحی فرمایا ہے کہ غَضِبْتُ غَضَبًا شَدِیْدًا۔ آجکل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے اور چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ مَیں اپنی جماعت کے واسطے خدا تعالیٰ سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے۔ مگر قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ دیکھو حضرت نوحؑ کا طوفان سب پر پڑا اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد عورت اور بچے کو اس سے پورے طور پر خبر نہ تھی کہ نوح کا دعویٰ اور ان کے دلائل کیا ہیں۔ جہاد میں جو فتوحات ہوئیں یہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں۔ لیکن ہر ایک میں کفار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ کافر جہنم کو گیا اور مسلمان شہید کہلایا۔ ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا میں بہت مصروف ہیں کہ وہ اُن میں اور غیروں میں تمیز قائم رکھے۔ لیکن جماعت کے آدمیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ ہماری تعلیم پر عمل نہ کیا جاوے۔ سب سے اوّل حقوق اللہ کو ادا کرو، اپنے نفس کو جذبات سے پاک رکھو۔ اس کے بعد حقوقِ عباد کو ادا کرو اور اعمال صالحہ کو پورا کرو۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے رہو اور کوئی دن ایسا نہ ہو جس دن تم نے خدا تعالیٰ کے حضور رو کر دعا نہ کی ہو۔ اس کے بعد اسباب ظاہری کی رعایت رکھو"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 194-195)

اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے حصہ پاتے ہوئے آپؑ کی دعاؤں کے طفیل ہم بھی اور ہماری آئندہ نسلوں میں بھی وہ تمیز قائم رہے جس سے ہمارے اور غیر میں فرق ظاہر ہوتا رہے۔

بقیہ: سوانح سیدنا محمود رضی اللہ عنہ

از صفحہ نمبر 4

صلح (جنوری) تبلیغ (فروری) امان (مارچ) شہادت (اپریل) ہجرت (مئی) احسان (جون) وفا (جولائی) ظہور (اگست) تبوک (ستمبر) اخاء (اکتوبر) نبوت (نومبر) فتح (دسمبر)

جنوری 1944ء کو اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ آپ کو بتایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں اس کے بعد آپ نے خطبہ جمعہ میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا جس سے جماعت کے مخلصین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس دعویٰ کے بعد آپ نے مسجد مبارک قادیان میں بعد نمازِ مغرب مجلسِ علم و عرفان میں بیٹھنا شروع کر دیا۔ انہی مجالس میں ایک دفعہ آپ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"خلیفہ خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام احکامِ شریعت کا نافذ کرنا ہوتا ہے اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے۔ پھر اس کی موجودگی میں کس طرح مجدد آ سکتا ہے۔ مجدد تو اس وقت آتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔

(سوانح مصلح موعودؓ)

اس طرح ایک بار آپ نے فرمایا کہ "امام اگر باہر مجلس میں آ کر بیٹھتا ہے تو اس لئے نہیں بیٹھتا کہ لوگوں کے سوالوں کا جواب دیتا رہے۔.....خدا تعالیٰ کے ماموروں اور ان کے خلفاء اور مصلحین کا کام ڈبیٹنگ کلب میں بیٹھنا نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے وہی شخص ان سے فائدہ اٹھاتا ہے جو مجلس میں خاموشی سے بیٹھا رہے"۔ (سوانح مصلح موعودؓ صفحہ 37)

حضرت مصلح موعودؓ کی ساری عمر محبتِ الٰہی۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ قرآن میں گزری جن کا زندہ ثبوت آپ کی دوسو سے زائد کتب کی تحریرات ہیں جن میں تفسیرِ صغیر اور تفسیرِ کبیر بھی ایک عمدہ شاہکار ہیں۔

اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ آپ کی خلافت میں بہت سے اندرونی و بیرونی فتنے اٹھے مثلاً منافقین کا فتنہ، مصریوں کا فتنہ، اور پھر تحریکِ شدھی و فتنہ احرار، حتی کہ حکومتی سطح پر بھی مخالفت ہوئی۔ خصوصاً 1934ء اور 1953ء کے حالات مگر کوئی ایک فتنہ بھی آپ کے پایہ ثبوت میں لغزش نہ لا سکا اور ہر بار خدا کا کہا پورا ہوتا رہا کہ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔"

1954ء میں تاریخ کا وہ المناک واقعہ بھی پیش آیا کہ جب مسجد مبارک ربوہ سے آپ عصر کی نماز پڑھا کر واپس تشریف لے جانے لگے تو ایک دشمن نے چاقو سے آپ پر حملہ کر کے گردن پر گہرا زخم کر دیا لیکن خدائے قادر نے آپ کو بچا لیا۔ دشمن موقع پر ہی پکڑا گیا۔ لیکن اس اسیروں کے رستگار نے اس کو معاف کر دیا۔ اور اس سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اس حملہ کے بعد اگرچہ آپ کافی لمبا عرصہ بیمار رہے مگر بیماری میں بھی کام نہ چھوڑا اور مسلسل کام کرتے رہے۔ تفسیرِ صغیر کا کام آپ نے اپنی بیماری میں ہی کیا۔ ساری ساری رات جاگ کر قرآنِ شریف کی تفسیر لکھتے تھے۔ آپ کی نواسی صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ "آپ کی عادت تھی کہ آپ ٹہلتے ہوئے پڑھتے تھے سوائے زیادہ بیماری کے جب آپ بہت زیادہ کمزور ہو گئے تھے ورنہ ہم نے آپ کو ہمیشہ ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ ہاتھ میں قرآنِ شریف ہوتا ٹہلتے جاتے اور پڑھتے جاتے۔"

حضور بچوں سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے اور ان سے ہنسی مذاق کرتے تھے۔ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ "ایک دفعہ میں آپ کے پاس کچھ خط لے کر آئی جو باہر سے کسی پہرہ دار نے مجھے پکڑائے تھے۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر بہت سنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ تم نے ایک جرم کیا ہے اور مَیں تمہیں اس کی سزا دوں گا۔ میری تو جان ہی نکل گئی کہ پتہ نہیں مَیں نے کیا کر دیا ہے۔ کہنے لگے کہ تمہارا جرم یہ ہے کہ تم میری بیٹی کی بیٹی ہو اور سزا یہ دوں گا کہ تمہیں پیار کروں گا۔"

آپ ہر انسان کی عزت کرتے تھے کسی کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ خاکروب نے آپ کے ایک نواسے کے منہ پر پیار کیا۔ اس پر بچوں نے اس بچہ کو چھیڑنا شروع کر دیا کہ تم بھی گندے ہو گئے ہو کیونکہ جمعدار نے تمہیں پیار کیا ہے۔ جب اس کوہِ وقار اور عظمت انسان کو علم ہوا تو اسے بلا کر پوچھا کہ تمہیں جمعدار نے کہاں پیار کیا ہے۔ بچے نے گال پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس جگہ آپ نے بچے کو اپنے ساتھ چمٹا کر اسی جگہ پیار کیا اور اس طرح بچوں کو سبق دیا کہ کوئی آدمی برا نہیں ہوتا۔

1954ء کے حادثہ کے بعد بیمار رہنے لگے اور کمزور ہو جانے کی وجہ سے ڈاکٹروں کے مشورہ سے علاج کروانے کے لئے آپ 1956ء میں یورپ تشریف لے گئے۔ علاج کے علاوہ وہاں کے احمدیوں سے ملاقاتیں کیں اور احمدی مشنوں کا کام بھی دیکھا۔ علاج سے کسی حد تک فائدہ ہوا تو واپس تشریف لائے مگر پوری طرح تندرست نہ ہو سکے۔

بہر حال 1958ء میں وقفِ جدید کا قیام اور دوسرے جماعتی کاموں میں مصروفیت کو جاری رکھتے ہوئے اسی طرح ملاقاتوں کے ذریعہ قوموں کو برکتیں بخشتے ہوئے۔ آخر 8 نومبر 1965ء کی رات تقریباً ۲ بجے اپنے نفسی نقطہ آسمانی کی طرف پرواز کر گئے۔

محمود نام ہے تیرا ، ہر کام خیر ہے
ہر فعل ، ہر عمل تیرا ہر گام خیر ہے
تیرا مقامِ زندگی تقویٰ کی ہے مثال
آغاز خیر تھا تیرا انجام خیر ہے

آپ کی وفات کی المناک خبر ملتے ہی دور و نزدیک کے ہزاروں احمدی ربوہ آنے شروع ہو گئے تھے۔ اگلے روز جماعت نے اکٹھے ہو کر اپنے نئے امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے انتخاب پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ 9 نومبر کی شام کو آپ کا جسدِ عنصری بہشتی مقبرہ لے جایا گیا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بے شمار احمدیوں کے ساتھ آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

آپ کا مزار آپ کی والدہ حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے پہلو میں بنایا گیا۔

آخر پر دعا ہے کہ خدا یا ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مصلح موعودؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام کے خادم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا پیار کرنے والے بنیں تا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کے درخت کے وجود کی سرسبز شاخ بنے رہیں۔ (آمین ثم آمین)

پاکستان کے تعلیمی بورڈز اور یونیورسٹیز میں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے لئے

ضروری اعلان

وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جنہوں نے 1984ء سے لے کر 2005ء تک پاکستان کے تعلیمی بورڈز یا یونیورسٹیز سے میٹرک سے لے کر ماسٹرز تک کے کسی بھی فائنل امتحان میں اوّل، دوم یا سوم پوزیشن حاصل کی ہو سے درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر اپنے مندرجہ ذیل کوائف نظارت تعلیم کو مہیا فرماویں تا کہ ان کے کیسز پر انعامی تمغہ جات کے لئے مزید کارروائی کی جانی ممکن ہو سکے۔

وہ طلباء و طالبات جو اپنے یہ کوائف پہلے نظارت تعلیم کو جمع کروا چکے ہیں ان کو دوبارہ کوائف جمع کروانے کی ضرورت نہیں ہے تاہم بذریعہ فون اپنے کیس کے مکمل ہونے کے بارہ میں کنفرم کر لیں۔

تفصیل کوائف:

1۔ بورڈز یا یونیورسٹیز کا جاری کردہ Merit Certificate جس میں واضح طور پر (اوّل، دوم، سوم) پوزیشن کا ذکر ہو۔

2۔ متعلقہ امتحان کی سند اور Marks Sheet۔ 3۔ تصدیق صدر جماعت/امیر جماعت۔

یہ کوائف نظارت تعلیم میں جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 مارچ 2006ء مقرر ہے۔ اس کے بعد 2005ء سے پہلے کا کوئی کیس وصول نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے طلبہ و طالبات سے درخواست ہے کہ اس مقررہ تاریخ سے پہلے اپنے کوائف نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ارسال فرماویں۔

(نظارت تعلیم)

نمازہائے جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26/دسمبر 2005ء کو جلسہ گاہ قادیان میں **مکرم چوہدری حفیظ احمد صاحب ابن چوہدری نواب دین صاحب مرحوم (صحابی)** چک نمبر 219ر۔ب۔ملویانوالہ فیصل آباد کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم چوہدری حفیظ احمد صاحب 78 سال کی عمر میں 23/دسمبر 2005ء کو معمولی سی علالت کے بعد قادیان میں وفات پاگئے۔آپ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مرحوم 1927ء میں تلونڈی جھنگلاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا۔ مرحوم چوہدری مبارک احمد صاحب آفس انچارج امیر صاحب UK اور مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب کاہلوں، ناظم تشخیص جائیداد ربوہ کے برادر نسبتی تھے۔

مرحوم نے بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ایک بیٹے مکرم رفیع احمد بشارت صاحب گنڈا سنگھ والا ضلع فیصل آباد کی جماعت کے صدر ہیں۔مرحوم خود سیکرٹری تحریک جدید ضلع راولپنڈی رہے اور اسی طرح چک نمبر 219ر۔ب۔گنڈا سنگھ والا کے زعیم انصاراللہ کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم شیخ عبدالحمید صاحب (درویش، سابق ناظر بیت المال آمد و ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان)

مکرم شیخ عبدالحمید صاحب 28/اگست 2005ء کو طویل علالت کے بعد بعمر قریباً 85 سال وفات پاگئے۔ مرحوم حضرت شیخ محمد حسن صاحب صحابیؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (آف دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور) کے بیٹے تھے۔آپ بہت سی خوبیوں اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے۔تقسیم ملک سے قبل ہی ملٹری کی ملازمت سے رضا کارانہ ریٹائرمنٹ لے کر خدمت سلسلہ پر مامور ہوگئے اور تاحیات مختلف عہدوں پر فائز رہ کر سلسلہ کی نمایاں خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ موصی تھے۔بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

(2) مکرم سعید احمد اظہر صاحب (مربی سلسلہ و نائب ناظر بیت المال ربوہ)

مکرم سعید احمد اظہر صاحب 5اور6 جون 2005 کی درمیانی شب ربوہ میں وفات پاگئے۔مرحوم کو لمبا عرصہ بطور مربی سلسلہ پاکستان نیز نائیجیریا، کینیڈا اور یوگنڈا میں خدمت دین کی توفیق ملی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقعے پر آپ کے کام کو نمبر ایک قرار دیا اور آپ کی وفا اور اطاعت اور حکمت کے ساتھ خدمات دینیہ بجالانے کا ذکر فرمایا۔حضور ایدہ اللہ نے آپ کی وفات پر فرمایا کہ مرحوم خاموشی کے ساتھ مخلصانہ خدمت کرنے والے واقف زندگی تھے۔ ہر قسم کے ابتلاء میں بڑی وفا کے ساتھ اپنے عہد وقف کو نبھاتے رہے۔

(3) مکرم میر عبدالرشید تبسم صاحب (مربی سلسلہ و نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ)

مکرم میر عبدالرشید تبسم صاحب 22/اگست 2005ء کو 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔مرحوم نہایت ہمدرد، سلسلہ کے فدائی اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے خادم سلسلہ تھے۔آپ کو پاکستان کے مختلف شہروں میں بطور مربی کام کرنے کے علاوہ بیرون ملک غانا اور ہالینڈ میں بھی خدمت سلسلہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ وفات سے قبل آپ نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نیز انچارج مرکزی دفتر اصلاحی کمیٹی ربوہ کے طور پر کام کررہے تھے۔آپ نے پسماندگان میں اپنے والدین کے علاوہ اہلیہ، چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔مرحوم موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(4) مکرم احمد وحید صاحب

مکرم احمد وحید صاحب نے 7/اکتوبر 2005 کو 24 سال کی عمر میں سانحۂ مونگ رسول میں شہادت پائی۔ آپ روزہ رکھ کر نماز فجر کے لئے مسجد گئے۔پہلی صف میں نماز پڑھ رہے تھے۔سینہ میں گولیاں لگیں، ہسپتال پہنچ کر زخمی باپ کی آنکھوں کے سامنے اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئے۔آپ بچپن سے ہی نمازوں کے پابند تھے۔ ماں باپ کے فرمانبردار اور جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے۔

شہادت کے وقت مرحوم کا جذبۂ ایثار بہت نمایاں تھا۔ جب آپ کے سینے میں گولیاں لگیں اور آپ شدید زخمی تھے تو ایک عورت پانی پلانے کے لئے آگے آئی تو آپ نے قریب ہی پڑے زخمی یاسر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ زیادہ ضرورت مند لگتا ہے اس کو پہلے پانی دے دیں۔

گاؤں کے ایک احمدی بزرگ میاں امام الدین صاحب مرحوم نے ایک دن ان کی والدہ کو بلا کر کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے کہ تیرا بیٹا درخت کے پاس شیر کے اوپر بیٹھا ہے۔میرا خیال ہے کہ وہ ایک دن بہت بڑا آدمی بنے گا۔ان کی والدہ کہتی ہیں کہ آج خدا کی راہ میں جان پیش کرکے میرا بیٹا واقعی بہت بڑا رتبہ پاگیا ہے۔

(5) مکرم راجہ لہراسپ خان صاحب (ابن مکرم راجہ محمد ظفر اقبال صاحب)

مکرم راجہ لہراسپ خان 7/اکتوبر 2005 کو 26 سال کی عمر میں سانحۂ مونگ رسول میں شہید ہوئے۔مرحوم شریف النفس، والدین کے فرمانبردار، پانچ وقت کے نمازی اور نہایت نیک انسان تھے۔سب کے ساتھ اچھا سلوک کرتے۔اپنے آپ کو مشکل میں ڈال کر دوسروں کا خیال رکھتے۔کوئی بھی مرکزی مہمان آتا تو اس کو وقت دیتے اور جو خدمت ہوسکتی ضرور کرتے۔ جماعت میں سیکرٹری نومبایعین کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے جبکہ خدام الاحمدیہ میں ناظم وقار عمل کے عہدہ پر فائز تھے۔آپ نے اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم راجہ الطاف محمود صاحب

مکرم راجہ الطاف محمود صاحب نے 7/اکتوبر 2005 کو 43 سال کی عمر میں سانحۂ مونگ رسول میں شہادت پائی۔ آپ کے سینے میں گولی لگی اور موقع پر ہی راہ مولیٰ میں قربان ہوگئے۔مرحوم نمازوں کے پابند اور بہت اچھے اخلاق کے مالک تھے۔گاؤں کے سبھی لوگ ان کی تعریف کرتے تھے۔ان کا ایک وقف نو بیٹا عامر محمود راجہ بھی اس سانحہ میں زخمی ہوا جس کی عمر 15 سال ہے۔آپ نے پسماندگان میں اہلیہ اور والدہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(7) مکرم محمد اسلم کلّہ صاحب (ابن مکرم خوشی محمد کلّہ صاحب)

مکرم محمد اسلم کلّہ صاحب 7/اکتوبر 2005 کو 70 سال کی عمر میں سانحۂ مونگ رسول میں شہید ہوئے۔ مرحوم نمازوں کے پابند اور جماعت کے فعال کارکن تھے۔ 1992ء میں ان کے خلاف تبلیغ کا مقدمہ قائم کیا گیا تو آپ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔آپ بہت ملنسار اور خوش اخلاق طبیعت کے مالک تھے۔آپ کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ ان کے پیٹ اور سینہ میں گولیاں لگیں اور موقع پر ہی شہید ہوگئے۔اہلیہ کے علاوہ ان کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔ان کا بڑا بیٹا یاسر بھی اسی سانحۂ میں شہید ہوگیا۔

(8) مکرم یاسر احمد کلّہ صاحب (ابن مکرم محمد اسلم کلّہ صاحب)

مکرم یاسر احمد کلّہ صاحب 7/اکتوبر 2005 کو 15 سال کی عمر میں سانحۂ مونگ رسول میں شہید ہوئے۔ مرحوم وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔اس چھوٹی عمر میں ہی پانچ وقت کی نمازوں کے پابند تھے۔بہت فرمانبردار ،ہنس مکھ، اچھی عادات والا نیک بچہ تھا۔جماعتی کام بہت شوق سے کیا کرتے تھے۔ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

(9) مکرم راجہ محمد اشرف صاحب (ابن مکرم راجہ اللہ دتّہ صاحب)

مکرم راجہ محمد اشرف صاحب 7/اکتوبر 2005 کو 68 سال کی عمر میں سانحۂ مونگ رسول میں شہید ہوئے۔مرحوم کے پیٹ اور کمر میں گولیاں لگیں اور بڑی بہادری سے انہوں نے اس مشکل وقت کا سامنا کیا۔آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند تھے۔جماعتی کاموں میں فعال اور خوش مزاج طبیعت کی مالک تھیں۔ان کا ایک بیٹا بھی شہید ہوا اور دو بچے اس سانحہ میں زخمی ہوئے۔

(10) مکرم راجہ عابد محمود صاحب (ابن مکرم راجہ محمد اشرف صاحب)

مکرم راجہ عابد محمود صاحب 7/اکتوبر 2005 کو 30 سال کی عمر میں سانحۂ مونگ رسول میں شہید ہوئے۔ مرحوم ساؤتھ افریقہ میں رہتے تھے۔ وہاں جانے سے قبل قائد خدام الاحمدیہ مونگ تھے۔ ڈیڑھ سال قبل گاؤں آئے تھے اور شادی ہوئی تھی۔اس سال بچی کی پیدائش کے بعد پہلی دفعہ آئے تھے۔3/اکتوبر کو پہنچے اور 7/اکتوبر کو یہ واقعہ ہوا جس میں شدید زخمی ہوئے لیکن بعد میں ہسپتال پہنچ کر راہ مولیٰ میں قربان ہوگئے۔ان کے والد مکرم راجہ محمد اشرف صاحب بھی اس واقعہ میں شہید ہوئے۔ بہت نیک، ہنس مکھ ،پنجوقتہ نمازوں کے عادی اور خاموش طبع مخلص انسان تھے۔

(11) مکرم راجہ عبدالمجید صاحب۔

مکرم راجہ عبدالمجید صاحب 7/اکتوبر 2005 کو 43 سال کی عمر میں سانحۂ مونگ رسول میں شہید ہوئے۔مرحوم زمینداری کرتے تھے۔مگر کھیتی باڑی کے دوران نمازوں کا پورا خیال رکھتے اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتے۔جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیتے۔مقامی جماعت کے سیکرٹری امور عامہ تھے۔پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(12) مکرم احمد توفیق چوہدری صاحب۔

مکرم احمد توفیق چوہدری صاحب 10 اگست 2005 کو بنگلہ دیش میں 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔مرحوم 1957 میں خود بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔آپ موازنہ مذاہب کے عالم، ایک ماہر مضمون نگار اور مصنف تھے۔ ماہنامہ رسالہ المنار کے ایڈیٹر رہے۔ آپ کو جماعت میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق ملی۔ 1995 سے 1997 تک آپ نیشنل امیر بنگلہ دیش رہے۔مرحوم کے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا مکرم احمد تبشیر چوہدری صاحب ہیں جو کہ آجکل صدر انصاراللہ بنگلہ دیش ہیں۔

(13) مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب۔

مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب 2/جولائی 2005ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔مرحوم مکرم میاں سراج دین صاحب (مؤذن مسجد اقصیٰ قادیان) کے بیٹے اور مکرم مولانا عطاءاللہ کلیم صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔آپ نے لمبا عرصہ صوبہ سرحد میں خدمت دین کی توفیق پائی۔مرحوم موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

(14) مکرمہ زہرہ بیگم صاحبہ

مکرمہ زہرہ بیگم صاحبہ 13 اگست 2005 کو قادیان میں 84 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔صوم وصلوۃ کی پابند، دعا گو، مہمان نواز اور بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔آپ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ درویشان میں دفن ہوئیں۔

(15) مکرمہ ڈاکٹر حمیرا وحید صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالوحید ملک صاحب آف چپ بورڈ جہلم)

مکرمہ ڈاکٹر حمیرا وحید صاحبہ 20/جولائی 2005ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔مرحومہ نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔کچھ عرصہ حلقہ چپ بورڈ کی لجنہ کی صدر بھی رہیں۔آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(16) مکرم ڈاکٹر چوہدری نصیر احمد صاحب (صدر حلقہ گلشن راوی لاہور)

مکرم چوہدری ڈاکٹر نصیر احمد صاحب 10/نومبر 2005ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔مرحوم موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(17) مکرمہ خالدہ سمیع صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد عبدالسمیع صاحب مرحوم)

مکرمہ خالدہ سمیع صاحبہ 24/جولائی کو بعمر 67 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔مکرم حبیب الرحمان صاذ

حب مرحوم سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی بیٹی تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔غریبوں کی ہمدرد، تہجد گزار، نماز کی پابندی کرنے والی اور باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

(18) مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب)

مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ 2/ستمبر 2005ء کو 87 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پاگئیں۔مرحومہ کے والد مکرم چوہدری فضل عظیم صاحب اور دادا مکرم چوہدری محمد عظیم صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔آپ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔نہایت نیک اور تقویٰ شعار خاتون تھیں۔آپ مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ سوئٹزرلینڈ کی نانی تھیں۔

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: دورہ بھارت از صفحہ نمبر 16

ہوئے تھے اور اس کے مطابق اس طرح کارروائی ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا:

تربیت کے لئے جائزے لیتے رہنا چاہئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا وہ جائزے اسی صورت میں لے سکتے ہیں جب آپ خود اپنے نمونے دکھا رہے ہوں گے، اپنے نمونے قائم کر رہے ہوں گے۔ تو صرف یہ نہ سمجھیں کہ آپ کو شوریٰ کی نمائندگی کا ایک اعزاز مل گیا ہے اور بس کام ختم ہو گیا۔ یہ آپ پر ایک ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جس سے آپ کی خود اپنی بھی اصلاح ہونی چاہئے اور دوران سال آپ کو جماعت کی ترقی کے لئے جو بھی منصوبے یہاں بنائے گئے ہیں ان پر عملدرآمد کروانے کے لئے مقامی جماعتی نظام کی مدد بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کے بعد شوریٰ کی مزید کارروائی سوا گیارہ بجے تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں جاری رہی۔ اس کے بعد ایجنڈا کی ایک تجویز پر قائم ہونے والی سب کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا جو ایک بجے تک جاری رہا۔

سرائے عبید اللہ کا معائنہ اور افتتاح

گیارہ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ ماریشس کی درخواست پر ان کے نئے تعمیر ہونے والے گیسٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے۔ حضور انور نے گیسٹ ہاؤس کا معائنہ فرمایا اور وہاں جماعت احمدیہ ماریشس کے مقیم احباب کو شرف ملاقات بخشا۔ سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں۔ حضور انور نے دعا کے ساتھ اس گیسٹ ہاؤس کا افتتاح فرمایا اور اس کا نام ''سرائے عبید اللہ'' رکھا۔ یہ نام حضرت مولوی عبید اللہ صاحبؓ کے نام پر رکھا گیا۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور قادیان مرکز سے ماریشس جانے والے دوسرے مبلغ تھے اور عین جوانی میں آپ نے خدمت دین کی حالت میں ماریشس میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ وطن سے دور ماریشس میں وفات پانے والے پہلے مبلغ سلسلہ تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں آپ کو ہندوستان کا پہلا شہید قرار دیا۔

فیملی ملاقاتیں

ماریشس گیسٹ ہاؤس ''سرائے عبید اللہ'' کے معائنہ اور افتتاح کے بعد حضور انور بارہ بج کر چالیس منٹ پر واپس دارالمسیح تشریف لے آئے جہاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو سوا ایک بجے تک جاری رہیں۔ اس دوران پاکستان اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے تعلق رکھنے والے 30 خاندانوں کے دوصد افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بھی بنوائیں۔

ایک بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آٹھ نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

1۔ عزیزہ امتہ المقیت نائلہ احمد صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب، امریکہ۔ بہمراہ عزیز عمر فاتح احمد رفیع خان صاحب ابن ماجد احمد خان صاحب، پاکستان۔

2۔ سیدہ ماریہ احمد صاحبہ بنت سید مولود احمد صاحب، پاکستان بہمراہ علی میر احمد صاحب ابن ڈاکٹر میر مبارک احمد صاحب، امریکہ۔

3۔ عزیزہ درِ جمال مالا صاحبہ بنت ماجد احمد خان صاحب، پاکستان بہمراہ عزیزم عابد وحید خان صاحب ابن ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب مرحوم، UK۔

4۔ عزیزہ سعدیہ وحید صاحبہ بنت ظہیر احمد خان صاحب، پاکستان بہمراہ طارق احمد صاحب ابن مکرم محمود احمد صاحب، امریکہ۔

5۔ عزیزہ شائستہ ظفر صاحبہ بنت خالد ظفر صاحب، پاکستان بہمراہ حماد احمد خان صاحب ابن ظہیر احمد خان صاحب، پاکستان۔

6۔ سیدہ زرنہ اسد صاحبہ بنت مکرم سید اسد احمد شاہ صاحب بہمراہ عزیزم ڈاکٹر سید قمر احمد صاحب ابن سید توقیر مجتبیٰ صاحب، پاکستان۔

7۔ عزیزہ اسماء صدیقہ صاحبہ بنت محمد صادق شاہ صاحب بہمراہ سید سلمان احمد بخاری صاحب ابن مکرم سید مسعود احمد بخاری صاحب۔

8۔ عزیزہ امتہ الباسط صاحبہ بنت چوہدری محمود احمد صاحب قمر (مرحوم) بہمراہ محمد فاروق عارف صاحب ابن محمد صادق عارف صاحب، قادیان۔

نکاحوں کے اعلان کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

نماز جنازہ

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے ایک خاتون نصرت جہاں صاحبہ کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ کرناٹک سے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے قادیان آئی تھیں۔ جلسہ کے دوران دل کی تکلیف ہوئی اور وفات پا گئیں۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔

مجلس شوریٰ بھارت کا دوسرا اجلاس

تین بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں مجلس شوریٰ بھارت کا دوسرا اجلاس مسجد اقصیٰ میں شروع ہوا۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ساڑھے چار بجے اختتام کو پہنچا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت مجلس شوریٰ کے تمام نمائندگان کو شرف مصافحہ بخشا۔ ساتھ ساتھ تصاویر بھی کھینچی جا رہی تھیں۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے جہاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ہندوستان اور پاکستان کی مختلف جماعتوں کی 30 فیملیز کے دوصد افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا سات بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم محمد انعام غوری صاحب ناظر اصلاح و ارشاد قادیان نے دس نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دوران ازراہ شفقت تشریف فرما رہے۔ نکاحوں کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائشگاہ دارالمسیح شریف لے آئے۔

پریس اور میڈیا میں کوریج

❁...... روزنامہ ہندسماچار جالندھر نے اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب کا خلاصہ درج ذیل عنوان کے تحت شائع کیا: ''ہم بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں''۔ ''مسلمان ترقی کے لئے خاتم النبیین کے عاشق صادق کو مانیں۔ جماعت احمدیہ پر ختم نبوت سے منکر ہونے کا الزام عائد کرنا سراسر غلط ہے''۔

❁...... دو انگریزی اخباروں "The Indian Express" اور "The Tribune" نے بھی اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور کے اختتامی خطاب کے تعلق میں خبریں شائع کیں۔

❁...... روزنامہ ''امر اجالا۔ جالندھر'' نے اپنی اشاعت میں '' اکناف عالم میں اسلام پھیلانے کا اعلان کیا خلیفہ نے'' کے عنوان کے تحت حضور انور کے جلسہ کے اختتامی خطاب کا خلاصہ شائع کیا اور ساتھ حضور انور کی تصویر بھی شائع کی۔

❁...... روزنامہ ''دینک جاگرن'' نے اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب کا خلاصہ شائع کیا اور ساتھ تصویر بھی شائع کی۔ عنوان ''اکناف عالم میں امن و سلامتی کے لئے آگے آئیں سبھی''۔

❁...... روزنامہ ''پنجاب کیسری'' میں بھی درج ذیل عناوین کے تحت اختتامی اجلاس کی کارروائی شائع ہوئی۔ ''جماعت احمدیہ اکناف عالم کی سلامتی کے لئے اچھا کام کر رہی ہے''۔ ''احمدیہ جماعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے''۔ اس اخبار نے جلسہ کے تین مناظر پر مشتمل تصاویر بھی شائع کیں۔

❁...... روزنامہ ''اجیت سماچار، جالندھر'' اور روزنامہ ''پنجابی ٹریبیون'' نے اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں جلسہ سالانہ کی تصویر کے ساتھ درج ذیل عنوان کے تحت خبر شائع کی: ''احمدیہ خلیفہ کی طرف سے مولویوں کو خدا کا خوف کھانے کی تحریک''۔

❁...... روزنامہ ''اجیت، جالندھر'' نے اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں جلسہ سالانہ کے مناظر کی مختلف تصاویر شائع کرتے ہوئے حضور انور کے اختتامی خطاب کا خلاصہ شائع کیا۔

❁...... اخبار روزنامہ ''دیش سیوک'' چندی گڑھ نے بھی درج ذیل عنوان کے تحت جلسہ کے اختتامی اجلاس کی خبر شائع کی۔ ''چودھواں سالانہ احمدیہ جلسہ نہ بھلائی جانے والی یادوں کو چھوڑتا ہوا ختم''۔

❁...... روزنامہ ''چڑھدی کلا۔ پٹیالہ''، روزنامہ اسپوکس مین چندی گڑھ نے بھی اپنی 29 دسمبر 2005ء کی اشاعت میں جلسہ کے اختتامی اجلاس اور حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کے بعض حصوں پر مشتمل خبریں اور آرٹیکل شائع کئے۔

اخبارات نے جلسہ کے تینوں دنوں میں جلسہ کے پروگراموں کے بارہ میں بھرپور کوریج دی ہے۔

30 دسمبر 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

خطبہ جمعہ

سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ MTA کے ذریعہ تمام دنیا میں Live نشر ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الزمر کی آیت نمبر 67 کی تلاوت کی اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو دن پہلے ہمارا جلسہ سالانہ قادیان اختتام کو پہنچا تھا۔ اس جلسے کے دوران جو یہاں شامل تھے انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے نظارے دیکھے اور اپنے اندر ایک روحانیت اترتی محسوس کی۔ آپ میں سے ہر ایک جو اس جلسے میں شامل ہوا وہ اس بات کا گواہ ہے، کئی لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا۔ کئی نومبائعین اور خواتین نومبائعات سے بھی جن کی ابھی پوری طرح تربیت بھی نہیں ہوئی یہ اظہار ہوئے۔ بعض کے چہروں اور جذبات سے یہ اظہار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور حکم سے جس جلسے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آغاز فرمایا تھا آج بھی وہ تائیدات شامل ہونے والوں کے چہروں پر نظر آ رہی ہیں۔

پاکستان کی ایک نومبائع خاتون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جلسہ میں وہ اداس بیٹھی تھیں۔ پوچھنے پر اس خاتون نے بتایا کہ پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی ہوں، ماحول ہی کچھ ایسا ہے، اپنے اندر ایک عجیب قسم کی روحانیت محسوس کر رہی ہوں، اب واپس جانا ہے اداسی ہے۔ اس طرح کا کوئی ایک دو واقعہ نہیں سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں نئے آنے والوں میں۔

حضور نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی نعمت سے جو ہمیں نوازا ہے اور جو انعام عطا فرمایا ہے اس کی بدولت دنیا کے کونے کونے میں احمدیوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کے عظیم الشان نظارے دیکھے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے سے لوگوں کی فیکسز آ رہی ہیں کہ ہم نے وہاں ایک خاص ماحول دیکھا جس کا دُور بیٹھے، ایم ٹی اے کو دیکھ کر، ہم پر بھی خاص اثر ہو رہا تھا۔

حضور نے فرمایا:

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ آسانی سے ایم ٹی اے دیکھا اور فائدہ اٹھا لیا۔ لیکن بعض قوانین ہیں۔ یہاں کے قوانین کے مطابق کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہاں سے Live نشریات کے لئے کئی ماہ سے کام شروع ہو چکا تھا۔ قانون کے مطابق کئی محکموں سے اجازت لینی ضروری تھی جو میرے یہاں بھارت پہنچنے کے بعد تک نہیں ملی تھی۔ ہماری انتظامیہ پریشان تھی اور یہی خیال تھا کہ 16 دسمبر کا خطبہ Live نہیں جا سکے گا۔ لیکن جس کمپنی کو استعمال کرنا تھا انہوں نے کہا کہ ہم اپنے نام کے ساتھ بھیج دیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ کئی چینل اپنے ناموں کے ساتھ پروگرام نشر کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ابھی تک تو ایم ٹی اے کی انفرادیت ہے کہ ایم ٹی اے کے نشان کے ساتھ پروگرام چلتے ہیں لیکن اس صورت میں ایک اور سگنل کے ساتھ ٹی وی چینل کا نام آ جانا تھا۔ بہرحال 14 دسمبر کو خدا نے ایسے حالات بدلے کہ دوپہر کو اجازت نامہ مل گیا اور ایم ٹی اے کی طرف سے 16 دسمبر کا خطبہ Live نشر ہوا اور پھر دوسرے پروگرام نشر ہوئے۔ یہ اس نشان کے پورا ہونے کی دلیل ہے کہ ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ جو کام مہینوں سے نہیں ہو رہا تھا وہ چند منٹوں میں ہو گیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہے۔ پس ہمیں شکرگزار ہونا چاہئے ان محکموں کا جنہوں نے تعاون کیا۔

حضورانور نے فرمایا:

پھرایم ٹی اے کا سٹاف جوتقریباً تمام والنٹیئر ز ہیں۔ کچھ لندن سے آئے تھے، کچھ یہاں کے تھے، کچھ معاونین پاکستان سے آئے تھے ان سب نے اچھی طرح کام کیا، اپنے اپنے فرائض ادا کئے۔ بہرحال یہ اپنی نوعیت کا ایک خاص چینل ہے جوتقریباً والنٹیئر ز سے چلتا ہے۔ اورایسا چینل ہے جو بغیراشتہار کے چلتا ہے۔ یہ بات سب کے لئے بڑی عجیب ہوتی ہے کہ کس طرح یہ چینل چل سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا: ایم ٹی اے کے تمام کارکنان جنہوں نے خدمت کی ہے ان کو اپنی دعاؤں میں یادرکھیں۔ لندن میں بیٹھے ہوئے والنٹیئر ز بھی ہیں ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں جولندن کے ماحول میں پرورش پانے کے بعداس ماحول کے باوجودخدمت کررہے ہیں۔ یہ میرے نزدیک اس زمرے میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے عہد کررکھا ہے کہ کہ ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ﴾ یعنی ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

حضور نے فرمایا: اس تاریخی جلسے کو دنیا میں پہنچانے میں معاون ہونے کی حیثیت سے صرف یہاں سامنے نظرآنے والے ایم ٹی اے کے کارکنان ہی نہیں بلکہ پیچھے بیٹھے ہوئے وہ مددگار بھی شکریے اور دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے بڑے خوبصورت طریق پر یہ پروگرام ساری دنیا میں پہنچایا اور ہر احمدی نے دیکھا۔ جہاں احمدی ان سارے ظاہری جو سامنے کارکنان تھے ان کے لئے دعائیں کررہے ہوں یا باقی کارکنان کے لئے دعا کررہے ہوں وہاں ان کارکنان کو بھی جوان خدمات پر مامور تھے دعاؤں میں یاد رکھیں۔ حضور نے فرمایامَیں یہاں کے کارکنان کو اور دوسرے کارکنان کو بھی یہ کہتا ہوں کہ اس جذبے کو قائم رکھتے ہوئے اور شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح محمدی کے مددگاروں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ خدمت میں بڑھتے جائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایا:

اس کے علاوہ بھی ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے دیکھے وہ بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بنانے والے ہونے چاہئیں۔ عموماً جماعت احمدیہ کا جہاں بھی جلسہ سالانہ ہوتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کے طفیل ہم اللہ تعالیٰ کے فضل بارش کی طرح برستے دیکھتے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بننے کی طرف توجہ دلارہے ہوتے ہیں۔ آج دیکھیں اس بستی میں جلسے کی حاضری 70 ہزارافراد کے قریب تھی اور دنیا کے کونے کونے میں قادیان دارالامان کی آواز پہنچ رہی تھی۔ ہمارے سر اِس انعام پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جانے چاہئیں۔ ہمارے دل شکر کے جذبات سے لبریز ہونے چاہئیں تاکہ اللہ تعالیٰ مزید اپنے فضلوں کی بارش برسائے اور اپنے مزید انعامات سے ہمیں نوازے۔

حضور نے فرمایا:

حکومت کی انتظامیہ نے بھی ہر معاملے میں بہترین تعاون کیا ہے۔ جلسہ سے پہلے جلسہ کے مدنظر قادیان کی گلیوں اور سڑکوں کو ٹھیک کروایا۔ سیکیورٹی انتظامات ہر طرح سے صحیح ہونے کی طرف توجہ دی۔ اور بڑی بھاری تعداد میں پولیس کی نفری یہاں مہیا کی۔ جلسے کے جماعتی انتظامات کے لئے تو اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جماعت میں تو خود ہی انتظام ہوجاتا ہے۔ یہاں اس قسم کی سیکیورٹی کی ضرورت نہیں ہوتی جس طرح باہر ہوتی ہے۔ لیکن شاید بیرونی خطرے کی وجہ سے بھی انہوں نے اپنی ذمہ واری کو سمجھتے ہوئے سیکیورٹی کا انتظام کیا تھا۔ بہرحال ہمیں اس معاملے میں ان کا شکرگزار ہونا چاہئے۔

حضورانور نے فرمایا:

یہاں جلسہ پر نومبائعین بھی آئے تھے جو تربیت کے بغیر آ گئے تھے۔ مَیں نومبائعین میں گیا تو ان کی عدم تربیت کی وجہ سے وہاں ہنگامہ ہوگیا۔ بعض ان میں دوسرے بھی شامل ہو گئے جو شاید شرارت کی نیت سے آئے تھے۔ بہرحال ہماری سیکورٹی والوں کو بہت محنت کرنی پڑی۔ جماعت کی روایات سے ہٹ کر بدانتظامی ہوئی۔ ایم ٹی اے والوں نے بھی فوراً دکھادیا۔ آئندہ انتظامیہ کو اس کا پورا خیال رکھنا چاہئے کہ بغیر پلاننگ کے ایسا کام نہیں ہونا چاہئے جس سے نقصان ہو اور جماعتی روایات کو نقصان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو کسی قسم کے نقصان سے بچالیا۔

حضورانور نے فرمایا:

اس دفعہ قادیان کے جلسہ پر 70 ہزار کی حاضری تھی جو اب تک قادیان کے جلسوں میں ایک ریکارڈ حاضری ہے۔ سات آٹھ ہزار شاید باہر کے ملکوں سے آئے ہوں گے، باقی تمام یہیں کے تھے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ ہمیں شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی تعداد میں لوگوں کو یہاں اکٹھا کیا اور بڑے آرام سے ان کے انتظامات کرنے کا موقع بھی مہیا فرمایا، توفیق بھی عطا فرمائی۔ ان سب کی رہائش اور کھانے کا انتظام بھی احسن رنگ میں پورا ہوا۔ تمام کارکنان نے بڑے احسن رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی ڈیوٹیاں دیں اور دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ کارکنان خود بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ کافی بڑے رش کے، جلسے کے دن تھے خیریت سے گزر گئے اور وہ اس قابل رہے کہ آسانی سے ڈیوٹیاں دے سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کرسکیں۔ غرض کہ ہر جگہ ہر موقع پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور اس کے فضل کے نظارے نظر آتے ہیں اور ہمیں اس کا شکرگزار ہونا چاہئے۔

حضورانور نے فرمایا: ہر جگہ خدا کی تائید کے نظارے نظر آرہے ہیں۔ اللہ کے فضلوں کو شمار کرنا ممکن نہیں لیکن ہم خدا کا شکرگزار بندہ بن سکتے ہیں اور خدا کا شکرگزار بندہ بننے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا:

شکر کے جذبات پیدا کریں گے تو خدا کے فضل حاصل کرنے والے ہوں گے اور خدا کے انعامات سے حصہ پا رہے ہوں گے۔ پس شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ تمام نیکیوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تاکہ آپ کو بھی اور آپ کی نسلوں کو بھی مزید نیکیوں کی توفیق ملتی چلی جائے۔

حضورانور نے فرمایا: آپ کو یہاں یہ باتیں سن کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ پس اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔

حضور نے فرمایا:

پس اس سال کے آخر کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے تشکر کے جذبات کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے شکر کا دن بنالیں اور آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں۔ نئے سال کا آغاز شکر کے ساتھ ہو۔ خدا کی اُن نعمتوں کا ذکر کرکے جو گزشتہ سال ہوئی ہیں ان کے شکر پر شروع کریں۔

حضور نے فرمایا: احمدیت کی فتح جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ جلد قریب آجائے۔ پس آگے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جھولیاں بھرتے ہوئے شکرگزار بندے بنتے چلے جائیں۔ پس حقوق اللہ ادا کریں اور حقوق العباد بھی اور خدا کے شکرگزار بندے بنتے چلے جائیں۔

حضور کا یہ خطبہ جمعہ دو بج کر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔ خطبہ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور اپنی رہائشگاہ دارالمسیح تشریف لے آئے۔

چار بجے سہ پہر حضورانور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق پاکستان اور ہندوستان کے احمدی ڈاکٹرز نے حضورانور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ بعدازاں حضور انور بہشتی مقبرہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ آج بھی بہشتی مقبرہ جانے والے راستوں پر حضورانور کے دیدار کے لئے احباب مرد وخواتین، بچوں اور بوڑھوں کا ایک جم غفیر تھا جو اپنے پیارے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھا۔ ہر طرف پرجوش نعرے بلند ہو رہے تھے۔ قادیان کے گلی کوچے نعروں سے گونج رہے تھے۔ یہ گمنام بستی آج ساری دنیا میں شہرہ آفاق بنی ہوئی تھی۔ دنیا کے کونے کونے میں آباد لوگ اس بستی کے روح پرور نظارے دیکھ رہے تھے کہ کس طرح عشاق اپنے پیارے آقا کے اردگرد جمع ہیں اور قادیان کی گلیاں نعروں سے گونج رہی ہیں۔

حضورانور اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کے سلام اور نعروں کا جواب دیتے رہے۔ بہشتی مقبرہ سے واپسی پر بھی یہی نظارے تھے اور لوگوں کے دلی جذبات کی جو کیفیات تھیں وہ بیان سے باہر ہیں۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چار بجے فیملی وانفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات سات بجے تک جاری رہیں۔ آج ہندوستان اور پاکستان کی مختلف جماعتوں کے علاوہ بنگلہ دیش، غانا، رشیا، نیپال، بھوٹان اور عرب ممالک سے آئے ہوئے وفود نے حضورانور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کے بعد سوا سات بجے حضورانور نے مسجد اقصیٰ تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

31 ردسمبر 2005ء بروز ہفتہ:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ صبح حضورانور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے فیملی وانفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو گیارہ بجے تک جاری رہیں۔ آج شارجہ اور بحرین سے آنے والی فیملیز کے علاوہ ہندوستان کی گیارہ جماعتوں Bhradpur،Calcutta،Jaipur، Jamshedpur،Kanpur، Karita،Kerang، Yaripura ،Sunghrah ،Payangadi، Nasirabad اور پاکستان کی نو جماعتوں کراچی، فیصل آباد، شاہدرہ، ڈیرہ غازیخان، سرگودھا، لاہور، ربوہ اور چنیوٹ سے آنے والے خاندانوں اور احباب نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آج مجموعی طور پر 35 فیملیز کے 245 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں۔ ان ملاقات کرنے والوں میں ہندوستان سے بعض فیملیز تین تین ہزار کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کر پہنچی تھیں۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

ملاقاتوں کے بعد پروگرام کے مطابق گیارہ بجے مسجد اقصیٰ میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفین نو بھارت کی کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مختار احمد نے کی۔ اس کا اردو ترجمہ عزیزم نعمت اللہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم طاہر احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی اور عزیزم محمد بدر نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واقفین نو سے دریافت فرمایا کہ پانچوں نمازیں پابندی کے ساتھ کون کون پڑھتا ہے۔ نیز حضور انور نے روزانہ تلاوت قرآن کریم کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔

اس کے بعد عزیزم وجاہت احمد نے ''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت'' کے عنوان پر تقریر کی۔ حضورانور نے ان واقفین نو بچوں کو جن کی عمر 15 سال سے زائد ہے فرمایا کہ وقف نو کا نصاب تو سترہ سال کی عمر میں ختم ہوجاتا ہے اس کے بعد تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کریں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح کا تعارف کروایا۔

اس کے بعد عزیزم مرشد احمد ڈار نے ترنّم کے ساتھ نظم پیش کی۔ بعدازاں عزیزم نیاز احمد نائک نے ''تحریک وقف نو اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر تقریر کی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بھارت بہت بڑا ملک ہے۔ اس میں مبلغین کی زیادہ ضرورت ہے۔ آپ نے نئے آنے والوں کی تربیت کرنی ہے اس کے لئے آپ کو پوری طرح تیاری کرنا ہوگی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ کتنے واقفین مبلغ بننا چاہتے ہیں۔ اس پر اکثر بچوں نے ہاتھ اٹھائے۔ حضور انور نے ماشاء اللہ کہہ کر اظہار خوشنودی فرمایا۔

پروگرام کے آخر پر ''سچائی'' کے عنوان پر عزیزم محمد طلحہ نے تقریر کی۔

کلاس کے آخر پر حضور انور نے ان بچوں کو قلم عطا فرمائے جن کو اس سے قبل قلم نہیں ملے تھے۔ واقفین نو بچوں کی یہ کلاس بارہ بجے تک جاری رہی۔

واقفات نو بھارت کی کلاس

اس کے بعد ''واقفات نو بھارت'' کی کلاس شروع ہوئی۔ عزیزہ ھبۃ الکریم نے تلاوت قرآن کریم کی اور عزیزہ طوبیٰ احمد نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ بعدازاں عزیزہ منیرہ مریم نے آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ پیش کی۔ اس کے بعد بچیوں نے کورس کی شکل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پیش کیا۔ جس کے بعد ''خلافت کی برکات'' کے عنوان پر عزیزہ ھبۃ الشکور نے تقریر کی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں کو زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے کیرالہ کی بچیوں کو اردو زبان سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ ڈاکٹر کون بنے گی۔ اس پر چند بچیوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔ حضور نے فرمایا: اچھا ہے، نور ہسپتال میں کام آئیں گی۔

اس کے بعد عزیزہ سارہ وقفی نے نظم پڑھی جس پر حضور نے فرمایا کہ جوش سے نظم پڑھنی چاہئے۔ بعدازاں ''اہمیت نماز'' پر عزیزہ شاہدہ تسلیم نے تقریر کی۔

حضور نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ روزانہ پانچ نمازیں کون پڑھتا ہے۔ اور روزانہ تلاوت قرآن کریم کے بارہ میں بھی حضورانور نے دریافت فرمایا۔ اور نصیحت فرمائی کہ روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کیا کریں۔

اس کے بعد واقفات نو کی ایک ٹیم نے ترانہ پیش کیا۔ اور آخر پر عزیزہ فریحہ سعدی نے امداد باہمی کے عنوان پر تقریر کی۔

کلاس کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان بچیوں میں قلم تقسیم فرمائے جن کو اس سے قبل قلم نہیں ملے تھے۔ واقفات نو بھارت کی یہ کلاس کا یہ پروگرام دوپہر ایک بجے تک جاری رہا۔

اس کے بعد سوا ایک بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز نے مسجد اقصیٰ تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد اقصیٰ تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق نائب ناظران صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ، نائب وکلاء تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور افسران صیغہ جات اور مختلف شعبوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بہشتی مقبرہ میں دعا

تصاویر کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر دعا کے لئے تشریف لے گئے ۔حضور انور کی آمد سے قبل ہی راستہ کے دونوں اطراف اپنے پیارے آقا کا دیدار کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں پہلے سے ہی منتظر تھے۔ جونہی حضور انور دار المسیح کے مین گیٹ سے باہر تشریف لائے احباب نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ جب حضور انور احباب کے ہجوم کے درمیان چلتے ہوئے بہشتی مقبرہ تک پہنچتے ہیں تو سارے راستہ میں قادیان کی فضا نعروں سے گونجتی رہتی ہے۔قدم قدم پر نعرہ تکبیر ،مرزا غلام احمد کی جے ،خلافت احمدیہ زندہ باد ،حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔

قادیان کے یہی گلی کوچے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدم چومے تھے آج یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان گلی کوچوں میں ہر اس جگہ نعرے بلند ہو رہے ہیں جہاں مسیح پاک کے قدم پڑے تھے ۔حضور انور کے ان گلی کوچوں میں چلتے ہوئے کوئی لمحہ اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں سے نعرے بلند نہ ہو رہے ہوں۔

فیملی وانفرادی ملاقاتیں

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی وانفرادی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا جو شام سات بجے تک جاری رہا۔

آج ملاقات کرنے والوں میں سری لنکا، ملائشیا ،رشیا ،سنگاپور، برما، کینیا، بنگلہ دیش، پاکستان ،متحدہ عرب امارات اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے آنے والی فیملیز شامل تھیں۔

ہندوستان کے صوبوں اڑیسہ اور کرناٹک سے آنے والے خاندان دو ہزار کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کر کے پہنچے تھے جبکہ صوبہ کیرالہ اور تامل ناڈو سے آنے والے خاندان تین ہزار کلومیٹر کا سفر چار دن میں طے کر کے پہنچے تھے۔اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے یہ لوگ بڑے تکلیف دہ سفر طے کر کے قادیان پہنچے ہیں اور پھر اتنا ہی لمبا سفر طے کر کے انہوں نے واپس بھی جانا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے عزم میں برکت ڈالے اور نیک جذبات قبول فرمائے۔

آج مذکورہ بالا ممالک سے آنے والی فیملیز کے علاوہ ہندوستان کی دس جماعتوں Yadgeer، Kochine، Rajori، Sirinagar، Kerang، Pankal ، Kalaban، Chanai، Puri اور Himaliha اور پاکستان کی چودہ جماعتوں کراچی، لاہور، ربوہ، گوجرانوالہ، منڈی بہاؤ الدین، فیصل آباد، سرگودھا، حیدر آباد، ملتان، ہری پور ہزارہ، سمندری، شیخوپورہ اور سندھ سے آنے والے خاندانوں نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔اس طرح مجموعی طور پر 161 فیملیز کے 1688 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بھی بنوائیں۔

ملاقاتوں کے بعد آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ:نماز ہائے جنازہ از صفحہ نمبر 10

(19)مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ(اہلیہ مکرم عبداللطیف بٹ صاحب)

مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ 13راگست 2005 کو 73 سال کی عمر میں وفات پاگئیں ۔مرحومہ موصیہ تھیں۔اپنے محلّہ ناصر آباد شرقی ربوہ کی صدر لجنہ رہیں ۔مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔نہایت ملنسار اور احمدیت سے بے حد پیار کرنے والی نیک خاتون تھیں۔مرحومہ نے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(20)مکرمہ ملکہ خانم صاحبہ(اہلیہ مکرم خان عبدالمجید خان صاحب آف ویرووال، امرتسر)

مکرمہ ملکہ خانم صاحبہ 14رستمبر 2005 کو 87 سال کی عمر میں فضل عمر ہسپتال میں وفات پاگئیں۔آپ محترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ بیگم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی والدہ تھیں۔آپ کو قرآن کریم سے بہت شغف تھا۔ربوہ کے ابتدائی دور میں اپنے گھر پر قرآن کریم ناظرہ کی کلاسز اور اجلاسات وغیرہ منعقد کرواتیں۔آپ سادہ اور منکسر المزاج طبیعت رکھتی تھیں۔تبلیغ کا شوق تھا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت کا تعلق رکھتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ کے بیٹے مکرم حمید احمد خان صاحب آف ہارٹلے پول آپ کی زندگی میں ہی وفات پاگئے تھے۔

(21)مکرم سید عبدالغنی شاہ صاحب

مکرم سید عبد الغنی شاہ صاحب 19رنومبر 2005ء کو 89 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔آپ کے والد حضرت سید محمد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے صحابی ہونے کا شرف حاصل کیا۔آپ ابتداء سندھ میں اپنا زمینداره کرتے رہے پھر احمد آباد اسٹیٹ اور نصرت آباد سٹیٹ میں کام کرتے رہے۔اسی طرح حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کی زمینوں پر مختار عام کے طور پر کام کرتے رہے اور جب حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کام کو چھوڑا تو پھر کہیں اور ملازمت نہیں کی۔ 19 سال تک مسلسل محلّہ فیکٹری ایریا ربوہ کے سیکرٹری مال رہے ۔پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کی ادائیگی بھی بڑے اہتمام سے کیا کرتے تھے۔قرآن مجید سے آپ کو بے پناہ عشق تھا۔ہر مالی تحریک میں حصہ لیتے تھے اور شروع سال میں ہی مکمل ادائیگی کر دیتے ۔مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 5 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری مکرم منیر احمد جاوید صاحب کے سسر تھے اور آپ کے دو بیٹے مکرم سید مبارک احمد صاحب اور مکرم سید محمد عبد اللہ ندیم صاحب واقف زندگی ہیں۔

(22)مکرم مظفر احمد صاحب(ابن مکرم چوہدری محمد اسماعیل صاحب)

مکرم مظفر احمد صاحب 20رنومبر 2005ء کو بعمر 48 سال وفات پاگئے۔مرحوم اپنے گاؤں چک 170-A میں زعیم انصار اللہ اور بعض جماعتی عہدوں پر کام کرتے رہے۔وفات سے دو ماہ قبل ہی آپ کی وصیت منظور ہوئی تھی اس لئے بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔آپ مکرم مبارک احمد چوہدری صاحب کارکن دفتر امیر صاحب یوکے کے چھوٹے بھائی تھے۔مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 7 بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(23)مکرم چوہدری غلام رسول صاحب (ابن مکرم چوہدری شیر محمد صاحب)

مکرم چوہدری غلام رسول صاحب 29ر اکتوبر 2005ء کو 100 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ مرحوم محکمہ مال میں ملازم تھے اور پارٹیشن کے بعد ملازمت کو خیر باد کہہ کر 1936ء سے 1952ء تک سندھ میں تحریک جدید کی زمینوں کی آبادکاری کرتے رہے۔محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کی زمینوں کے بھی مختار عام رہے۔خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپ کو خاص عقیدت تھی اور اسی کے ساتھ آپ پوری زندگی منسلک رہے۔ کچھ عرصہ سے کولہے میں فریکچر کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ دو ماہ قبل آپ کو یرقان کی تکلیف ہوئی اور اسی سے آپ کی وفات ہوئی۔مرحوم موصی تھے۔نیک طبع، ملنسار اور نہایت مخلص انسان تھے۔آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(24)مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ بیوہ سید عبدالسلام شاہ صاحب)

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ بقضائے الٰہی مورخہ 13ردسمبر 2005ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ نے حضرت چھوٹی آپا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے گھر میں پچاس سال سے زائدہ عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ان کی شادی بھی حضرت چھوٹی آپا نے ہی کروائی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

(25)محترمہ شاکرہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد فرحت اللہ صاحب آف حیدر آباد بھارت

مورخہ 16رمارچ 2005ء کو وفات پاگئیں ان کو حیدر آباد میں امانتاً دفن کیا گیا تھا۔اب جلسہ سالانہ کے موقع پر ان کا تابوت بغرض تدفین بہشتی مقبرہ قادیان لایا گیا۔

(26-27)مکرم مبارک احمد صاحب ندیم ابن چوہدری شریف احمد صاحب کاہلوں مرحوم

مورخہ 23ردسمبر 2005ء کو میر پور خاص میں وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے ۔اس سے قبل ان کی والدہ محترمہ شریفہ بیگم صاحبہ اہلیہ شریف احمد صاحب کاہلوں مرحوم بھی 10ر دسمبر 2005ء کو وفات پاگئی تھیں۔ مرحومہ نے 1942ء میں وصیت کی تھی اور 1/9 کی موصیہ تھیں۔دونوں ماں بیٹا سلسلہ اور خلافت احمدیہ سے بڑے وفا کا تعلق رکھنے والے، نیک مخلص، تہجد گزار وجود تھے ۔ مرحومین محترم ماسٹر منصور احمد صاحب امیر ضلع حیدر آباد پاکستان کی والدہ اور بھائی تھے۔

(28)محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ ملک محمد شیر صاحب جوئیہ

28راگست 2005ء کو چک نمبر 152 شمالی سرگودھا میں وفات پاگئیں۔مرحومہ غریب پرور، مہمان نواز، خلافت احمدیہ کی فدائی اور تبلیغ کا خاص جوش رکھنے والی خاتون تھیں ۔ان کے بیٹے مکرم اکرام اللہ شاکر صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

نماز جنازہ حاضر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29ردسمبر 2005ء کو قادیان میں **مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (بنت مکرم محمد یوسف صاحب مرحوم آف بنگلور کرناٹک)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ جلسہ سالانہ پر قادیان آئی ہوئی تھیں اور وہیں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔مرحومہ کی عمر 35 سال تھی ۔نہایت مخلص، نمازوں کی پابند، متقی، پرہیزگار اور جماعت سے پختہ تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15رجنوری 2006ء بمقام قادیان **مکرمہ نسیم اختر صاحبہ(اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب مہار درویش قادیان)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ نسیم اختر صاحبہ 12 روز قومہ میں رہ کر 14رجنوری 2006ء کو قادیان میں وفات پاگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون ۔مرحومہ موصیہ تھیں۔صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار اور خوش مزاج طبیعت کی مالک تھیں۔

جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی **مکرمہ زینب بی بی ہارگے صاحبہ (آف ماریشس)** کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھی گئی۔

مکرمہ زینب بی بی صاحبہ 14رجنوری 2006ء کو 76 سال کی عمر میں ماریشس میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ نیک، صوم وصلوۃ کی پابند اور مخلص خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ سب مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور خود ان کا نگہبان ہو۔آمین

❁❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی سیاسی بصیرت

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا فروری 2005ء میں مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں حضرت مصلح موعودؓ کی سیاسی بصیرت سے متعلق چند واقعات درج ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود میں یہ بھی بیان تھا کہ ’’وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا‘‘۔ باوجودیکہ آپ ایک خالص مذہبی وروحانی جماعت کے پیشوا تھے مگر زمانہ حاضر کے چوٹی کے مسلم زعماء کو حضرت مصلح موعودؓ کی ذہانت و فراست کا لوہا ماننا پڑا۔

❁ حضرت مصلح موعودؓ نے 16؍اکتوبر 1947ء کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ’’پاکستان یا ہندوستان میں ریاست ہائے کشمیر وحیدر آباد کی شمولیت کا فیصلہ بیک وقت ہونا چاہئے۔ خواہ حکمران یا خواہ عوام کو شمولیت کے فیصلہ کا مجاز قرار دیا جائے لیکن دونوں ریاستوں کے فیصلہ کا معیار ایک ہی ہونا چاہئے۔ کشمیر کا پاکستان میں شامل ہونا اشد ضروری ہے کیونکہ اگر کشمیر ہندوستان میں شامل ہوگیا تو پاکستان کی سرحد پانچ سومیل لمبی ہوجائے گی اور حملے کا خطرہ بڑھ جائے گا۔‘‘

حضورؓ نے الفضل (19؍اکتوبر 1947ء) میں ’’کشمیر اور حیدر آباد‘‘ کے زیرعنوان ایک مفصّل مضمون بھی رقم فرمایا جس میں حکومت پاکستان کو زبردست انتباہ فرمایا کہ حیدرآباد اور کشمیر کی ریاستوں کے سوال متوازی ہیں جبکہ ہندوستانی گورنمنٹ جلد از جلد ایسے حالات پیدا کر رہی ہے کہ شاید دونوں ریاستیں ہی ہندوستان میں شامل ہوجائیں۔ پس حکومت پاکستان کو اعلیٰ سطح پر ان دونوں ریاستوں کے متعلق فوری طور پر بیک وقت ایک اصول منوالینا چاہئے کہ وہ دو اصولوں میں سے کس کے مطابق فیصلہ چاہتی ہے۔ آیا والیٔ ریاست کی مرضی کے مطابق یا آبادی کی کثرت رائے کے مطابق۔ فرمایا: ’’اس اصل پر فیصلہ ہوسکتا ہے کہ ملک کی اکثریت جس امر کا فیصلہ کرے اس طرف ریاست جاسکتی ہے۔ اگر اس اصل کو تسلیم کرلیا جائے تو کشمیر پاکستان کے ساتھ ملنے پر مجبور ہوگا اور حیدرآباد ہندوستان کے ساتھ ملنے پر مجبور ہوگا۔ اگر ایسا ہوا تو پاکستان کو یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ بتیس لاکھ مسلمان آبادی اس کی آبادی میں اور شامل ہوجائے گی، لکڑی کا بڑا ذخیرہ اس کو مل جائے گا، بجلی کی پیداوار کے لئے آبشاروں سے مدد حاصل ہوجائے گی اور روس کے ساتھ اس سرحد مل جانے کی وجہ سے اسے سیاسی طور پر بڑی فوقیت حاصل ہوجائے گی۔

پس ملک کے ہر اخبار، ہر انجمن، ہر سیاسی ادارے اور ہر ذمہ دار آدمی کو پاکستان کی حکومت پر زور دینا چاہئے کہ حیدر آباد کے فیصلہ سے پہلے کشمیر کا فیصلہ کروالیا جائے ورنہ حیدرآباد کے ہندوستان یونین سے مل جانے کے بعد کوئی دلیل ہمارے پاس کشمیر کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے باقی نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ کشمیر کے لوگ خود بغاوت کر کے آزادی حاصل کریں۔ لیکن یہ کام بہت لمبا اور مشکل ہے۔ اور اگر کشمیر گورنمنٹ ہندوستان یونین میں شامل ہوگی تو یہ کام خطرناک بھی ہوجائے گا کیونکہ ہندوستان یونین اس صورت میں اپنی فوجیں کشمیر میں بھیج دے گی اور کشمیر کو فتح کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہوگا کہ پاکستان اور ہندوستان یونین آپس میں جنگ کریں۔‘‘

افسوس مسلم لیگی ہائی کمان نے مصلح موعودؓ کے اس بروقت انتباہ کو یکسر نظرانداز کردیا۔ چنانچہ بعد کے حالات نے ثابت کردیا کہ حضورؓ کا اندازہ بالکل ٹھیک تھا اور وہی ہوا جس کا اشارہ حضورؓ نے فرمایا تھا۔

❁ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 2دسمبر 1947ء سے 17 جنوری 1948ء تک لاہور میں پاکستان کے مستقبل کے اہم موضوع پر چھ نہایت معلومات افروز لیکچر دیئے جن میں بالترتیب جسٹس محمد منیر، ملک فیروز خان نون، ملک عمر حیات وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم اور شیخ سرعبدالقادر نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ان لیکچروں کو علمی طبقہ میں نہایت قدر عظمت سے سنایا گیا اور پاکستانی پریس نے اس کے اہم نکات شائع کئے۔

ایک لیکچر میں حضورؓ نے فرمایا کہ ’’مادری زبان میں تعلیم دی جائے۔ اس سلسلہ میں مشرقی پاکستان پر زور نہ دیا جائے کہ وہ ضرور اردو کو ذریعہ تعلیم بنائے ورنہ وہ پاکستان سے علیحدہ ہوجائے گا کیونکہ وہاں کے باشندوں کو بنگالی زبان سے ایک قسم کا عشق ہے۔‘‘

اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو علم ہوگا کہ بنگالی اردو لسانی تنازعہ ہی وہ بنیادی امر تھا جو بالآخر سقوط ڈھاکہ پر منتج ہوا۔

❁ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک لیکچر میں ’’امریکہ اور پاکستان‘‘ کے عنوان سے اُس چھ ارب ڈالر کے قرضہ کے خلاف آواز اٹھائی جو پاکستان امریکہ سے لینا چاہتا تھا۔ حضورؓ کا خیال تھا کہ اس طرح پاکستان اقتصادی اور سیاسی طور پر امریکہ کا غلام بن جائے گا۔ بعد میں حالات نے ثابت کردیا کہ حضورؓ کا یہ خیال کس طرح ہولناک حقیقت کا روپ دھار گیا۔

❁ ❁ ❁

حضرت میاں نبی بخش صاحبؓ تاجر پشمینہ

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ مارچ 2005ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب نے حضرت میاں نبی بخش صاحبؓ تاجر پشمینہ کا ذکر خیر کیا ہے۔

امرتسر شہر کے شرقی حصے میں کشمیری سوداگرانِ پشمینہ اور رفوگر وغیرہ مسلمان رہتے تھے۔ وہاں ایک اہل حدیث عالم مولوی احمداللہ صاحب بھی رہتے تھے جن کے زیراثر اہل محلّہ علی العموم اہل حدیث تھے، انہی میں حضرت میاں نبی بخش صاحب رفوگر بھی تھے جو ابتداء میں تو رفوگر تھے لیکن آہستہ آہستہ کاروبار میں اس قدر ترقی کی کہ پشمینہ کے مشہور تاجر ہوگئے اور کاروبار جنوبی ہندوستان اور کلکتہ تک پھیل گیا۔

جولائی 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام امرتسر تشریف لے گئے جہاں آپ نے مولوی احمداللہ صاحب کو تحریری مباحثے کی دعوت دی مگر انہوں نے آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ 1893ء میں حضور علیہ السلام آتھم سے مباحثہ کے لئے دوبارہ امرتسر تشریف لے گئے تو حضرت میاں نبی بخش صاحب تحقیق کی خاطر حضورؑ کی مجالس میں آتے اور خاموشی سے بیٹھے رہتے۔ آپ بہت پڑھے لکھے نہ تھے مگر صاحب شعور تھے۔ آپ نے خود اور دوسروں کے ذریعہ مولوی احمداللہ صاحب کو بارہا حضورؑ سے تبادلہ خیال کے لئے کہا لیکن انہوں نے معذوری ظاہر کردی۔ اُن کے انکار پر حضرت میاں نبی بخش صاحب، آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں عبدالخالق صاحبؓ اور بعض دیگر مقتدی بھی سلسلہ احمدیہ میں انشراح صدر سے داخل ہوگئے۔

بیعت کرنے کے بعد حضرت میاں صاحبؓ نے حضورؑ اور آپؑ کے خدام کی شاندار دعوت بھی کی۔

آنحضرت ﷺ کی ایک پیشگوئی ہے کہ امام مہدی کے پاس ایک کتاب ہوگی جس میں اس کے 313 ساتھیوں کے نام درج ہوں گے (مندرجہ جواہرالاسرار از شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی مؤلفہ 840ھ، قلمی نسخہ)۔ حضورؑ کی مرتب شدہ ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں حضرت میاں صاحب 17ویں نمبر پر ہیں۔ آپ حضورؑ کی صداقت میں ظاہر ہونے والے کئی نشانات کے گواہ بھی بنے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی تصنیف ’’نزول المسیح‘‘ میں نشانات میں آپؓ کا نام بطور گواہ درج ہے۔ مثلاً پیشگوئی نمبر 42 متعلق ڈپٹی عبداللہ آتھم، پیشگوئی نمبر 43 متعلق لیکھرام کے زندہ گواہ رؤیت میں آپ کا نام شامل ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے اپنے ایک اشتہار ’’کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟‘‘ کے الٰہی نشان میں چشم دید گواہوں میں بھی آپ کا نام درج فرمایا ہے۔

حضرت میاں صاحبؓ انفاق فی سبیل اللہ کے وصف میں بھی نمایاں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب سراج منیر میں ’’فہرست آمدنی چندہ برائے طیاری مہمان خانہ وچاہ وغیرہ‘‘ کے عنوان کے تحت آپؓ کے بیس روپے چندہ کا ذکر محفوظ ہے ساتھ ہی آپ کی اہلیہ کی طرف سے بھی پانچ روپے چندہ لکھا ہے۔ 1897ء میں آپ جلسہ ڈائمنڈ جوبلی قادیان میں حاضر ہوئے اور اس موقع پر بھی پانچ روپے چندہ ادا کیا۔ حضورؑ نے اپنی کتاب جلسہ احباب پر آپ کی جلسہ میں حاضری اور چندے کا ذکر فرمایا ہے۔

1898ء میں جماعت احمدیہ امرتسر نے مخالفت کے پیش نظر اپنی مسجد کی اشد ضرورت محسوس کی تو حضرت میاں نبی بخش صاحبؓ نے اپنا 1260؍روپے والا مکان مسجد کے لئے 700 روپے پر دینا منظور کرلیا۔

1901ء میں حضورؑ نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے سرمائے کو پورا کرنے کے لئے خریداری حصص کی تحریک فرمائی۔ حضرت میاں صاحبؓ نے 5 حصص خریدے۔ یکم جولائی 1900ء کو حضورؑ نے اپنی جماعت کے خاص گروہ کو منارۃ المسیح کے لئے چندہ کی تحریک کی اور فرمایا کہ ایسے تمام لوگوں کے نام لکھے جائیں گے، جنہوں نے کم سے کم سو روپیہ منارہ کے چندہ میں داخل کیا ہو۔ حضرت نبی بخش صاحبؓ نے بھی اس مبارک تحریک میں سو روپے چندہ ادا کیا۔

روزنامچہ آمد بابت ماہ مارچ 1901ء مدرسہ ٹی آئی قادیان میں آپؓ کے چندے کا ذکر ہے۔ آپؓ نے 1906ء میں وصیت کی۔ وصیت نمبر 111 ہے۔

ستمبر 1914ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی چندہ انڈین امپیریل ریلیف فنڈ کی تحریک میں آپؓ نے 9 روپے ادا کئے۔ 1917ء میں چندہ اشاعت اسلام ولایت میں آپ نے ایک سو روپے چندہ ادا کیا۔

آپؓ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے اور حضورؑ کے لئے ایک غیرت رکھتے تھے۔ 5؍ستمبر 1894ء کو جب آتھم کی پیشگوئی کی میعاد کا آخری دن تھا تو عیسائیوں نے آتھم کے زندہ ہونے کی خوشی میں حضور علیہ السلام کے خلاف امرتسر میں ایک جلوس نکالنا چاہا اور نہایت ہی حیاسوز اور دل آزار حرکات کا پروگرام بنایا تو آپؓ بھی بعض دیگر صحابہؓ کے ہمراہ خان بہادر شیخ غلام حسن رئیس اعظم کے پاس گئے جنہوں یہ منصوبہ سنتے ہی کہا کہ ایسا نہیں ہوگا اور پھر ڈپٹی کمشنر صاحب سے بات کرکے اس منصوبے کی بندش کا انتظام کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی حضرت نبی بخش صاحب سے محبت رکھتے تھے اور امرتسر میں بسا اوقات آپ سے کام کرواتے اس طرح امرتسر میں بیٹھے حضور علیہ السلام کی خدمت کا آپ کو موقعہ مل جاتا۔ قادیان سے آنے والے نمائندوں اور مہمانوں کی خدمت بھی دلی لگاؤ اور محبت سے کرتے۔

12؍اپریل 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حسب ہدایت ایک اجلاس بغرض ضروریات سلسلہ قادیان میں ہوا جس میں 10 مختلف ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ حضرت نبی بخش صاحبؓ بھی امرتسر جماعت کے وفد میں شامل تھے۔

آپکے ایک بیٹے حضرت عبداللہ نے 7؍اپریل 1918ء بعمر 21 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ اس کے بعد آپؓ بھی کچھ عرصہ بیمار رہ کر 3؍جولائی 1918ء کو امرتسر میں وفات پاگئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23 ستمبر 2005ء میں شائع ہونے والی مکرم ڈاکٹر راجہ نذیر ظفر صاحب کی نظم ’’اے جوانانِ وطن!‘‘ سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

بیدار جوانی ہے تو ہر درد کا درماں
خفتہ ہے تو خود باعث آزار جوانی
بیدار جوانی ہے تو قوموں کی مسیحا
خفتہ ہے تو خود جان سے بیزار جوانی
گہ زور میں ہے دہر کی ہر قید سے باہر
گہ زلف کے پیچوں میں گرفتار جوانی
گہ عفت وعصمت میں ہے یوسفؑ کا نمونہ
گہ جنس مذلت کی خریدار جوانی
میدان وغا، عشق و وفا، جور و جفا میں
کرتی ہے بپا حشر کے آثار جوانی
یارانِ ظفرؔ ملّت احمدؐ کے جوانو!
یا حمزہ ہو یا حیدر کرار جوانی

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 Friday February 17, 2006 Issue No. 07

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی دورۂ بھارت کی مختصر جھلکیاں

حضور ایدہ اللہ کی صدارت میں جماعت احمدیہ بھارت کی 70 ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد اور ممبران شوریٰ سے حضور انور کا خطاب

ہم یہاں خدا تعالیٰ کی خاطر اکٹھے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مقصد خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے۔

انفرادی ملاقاتیں، سرائے عبیداللہ کا معائنہ اور افتتاح، اعلانات نکاح، خطبہ جمعہ، ممبران شوریٰ کو نہایت اہم نصائح۔ پریس میں دورہ کی بھرپور کوریج

(قادیان دارالامان میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

29 دسمبر 2005ء بروز جمعرات:

صبح چھ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد اقصیٰ'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ بھارت کی 70 ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد

آج پروگرام کے مطابق جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 70 ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا۔ مسجد اقصیٰ اور اس کے صحن میں شوریٰ کا یہ اجلاس اور جملہ کارروائی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں ہوئی۔ مجلس شوریٰ کے پہلے اجلاس کا آغاز دس بجے صبح ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے افتتاحی خطاب میں مجلس شوریٰ کے ممبران کو خطاب فرمایا اور انہیں زرّیں ہدایات سے نوازا اور ان کی رہنمائی فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ ہدایات تمام ممالک کی مجالس شوریٰ اور نمائندگان شوریٰ کے لئے مشعل راہ ہیں۔

ممبران شوریٰ سے حضور انور کا افتتاحی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا:

آج آپ لوگ جماعت احمدیہ بھارت کی مجلس شوریٰ منعقد کر رہے ہیں۔ آپ میں سے بہت سارے ممبران کافی تعداد میں ایسے بھی ہوں گے جو شوریٰ اٹینڈ کرتے رہے ہیں لیکن شاید کچھ ایسے بھی ہوں جو بالکل نئے آئے ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا: بعض دفعہ شوریٰ میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پرانے ممبران بھی جب بحث شروع ہوتی ہے تو بلاوجہ اپنی رائے دینے پر زور دیتے ہیں اور بحث برائے بحث شروع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ وہی بات ان سے پہلے آئے ہوئے ایک شخص نے کردی ہوتی ہے جس کو دوبارہ دہرایا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارا شوریٰ کا جو نظام ہے وہ ایسا ہے اور ایسا ہونا چاہئے کہ جس میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ذہن میں رکھا جائے کہ ہم یہاں جو اکٹھے ہوئے ہیں اور ہمیں رائے دینے کے لئے بلایا گیا ہے، خدا تعالیٰ کے حکم سے بلایا گیا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مقصد خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے اور اس کی خاطر ہم نے منصوبہ بندی کرنی ہے اور کرتے ہیں۔ تو جو رائے دینی ہے وہ نہایت ایماندارانہ طور پر اور سوچ سمجھ کر دلائل کے ساتھ دی جائے اور اگر سمجھیں کہ یہ بات میرے سے پہلے کسی رائے دینے والے نے دے دی ہے، کسی ممبر نے دے دی ہے تو پھر کھڑے ہو کر صاف کہہ دیں کہ ٹھیک ہے مَیں نے بحث کے لئے نام لکھوایا ہوا تھا لیکن چونکہ اس بارہ میں رائے کا اظہار ہو چکا ہے اس لئے مَیں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ اس طرح بلاوجہ شوریٰ کے وقت ضائع نہیں ہوتا اور وہی وقت کسی بہتر کام میں استعمال ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

شوریٰ کا نظام ہمارا کوئی پارلیمنٹ کا نظام اس لحاظ سے نہیں ہے کہ ایک ہم نے رائے دے دی، اُس پر ووٹنگ ہوگئی اور کسی رائے کے حق میں زیادہ ووٹ ہوں تو ضروری ہے کہ وہ قابل قبول بھی ہو۔ ہماری شوریٰ فیصلہ کرنے والی شوریٰ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مشورہ ہے جو آپ خلیفۂ وقت کو پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنی رائے دیں اور بحث کرتے ہوئے یاد رکھیں کہ ضرور اپنی بات منوانے کے لئے بات نہیں کرنی بلکہ دلیل سے بات کرنی ہے۔ تاکہ اگر میری رائے میں کوئی وزن ہو تو دوسرے اس کے حق میں اپنی رائے استعمال کر سکیں۔

حضور انور نے فرمایا:

بعض رائے دینے والے ایسے بھی آتے ہیں۔ بعض تو مقررین ہوتے ہیں جو تقریر زیادہ کرتے ہیں رائے اس میں کم ہوتی ہے۔ تو اس سے بھی بچنے کی کوشش کریں کہ تقریر نہ ہو بلکہ مختصر الفاظ میں ٹھوس دلیل کے ساتھ جو آپ مشورہ دینا چاہتے ہیں وہ دیں۔ اور اگر اس سے پہلے کوئی مقرر اپنی رائے اور مشورے کے حق میں دلیل کے ساتھ بات کر چکا ہے تو پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے بلاوجہ کج بحثی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ دوسرے کی رائے کو بھی اہمیت دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: شوریٰ کا ایک وقار ہے اس کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ پھر ہر رائے دہندہ جو ہے رائے دینے سے پہلے ضروری ہے کہ وہ دعا کر کے یہاں آئے۔ یہاں بیٹھے ہوئے آپ لوگ بات سننے کے ساتھ ساتھ، شوریٰ کی کارروائی سننے کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی مانگتے رہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی خاطر جو ہم کام کر رہے ہیں اس بارہ میں بہتر مشورہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا:

ہمارے وسائل جیسا کہ ہمیں پتہ ہے، ہر ایک کو پتہ ہے، بڑے محدود وسائل ہیں اور انہی محدود وسائل سے ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اور اس کے حکم سے ہی بہت بڑے کام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ تو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھیں کہ جو منصوبہ بندی ہم نے کرنی ہے اس کے اس پہلو پر بھی نظر رکھی جائے کہ کس طرح کم سے کم وسائل سے ہم زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکتے ہیں، زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:

بعض جگہ بے جا خرچ کئے جاتے ہیں۔ اس خرچ کو کس طرح کنٹرول کیا جا سکتا ہے یا کسی خرچ کو کس طرح کم کر کے کسی اور طریقہ سے وہی کام کیا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

بعض ایسے لوگ ہیں جو مختلف پیشوں میں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ہم جہاں کام کر رہے ہیں یا جو دنیا کے نظریات ہیں اس کے مطابق فلاں کام کے لئے اتنا خرچ چاہئے اور یہ یہ طریقہ چاہئے کام کرنے کا، جس میں بہت سارا خرچ Involve ہوتا ہے، ہمیں بھی اس طرح ہی کرنا چاہئے۔ حالانکہ ہمارے بہت سارے ایسے کام ہیں جو اگر ہم چاہیں تو بہتر پلاننگ کر کے کم خرچ میں کر سکتے ہیں۔ والنٹیئر مہیا ہو جاتے ہیں اس کے لئے اور بعض دفعہ تھوڑی سی محنت کر کے متبادل اس کے انتظامات ایسے ہو جاتے ہیں جس سے کم خرچ سے گزارا ہو سکے۔ تو اس بارہ میں بھی ہمیشہ سوچ کے رائے دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا ہمارا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی خاطر یہاں اکٹھے ہو کر ایک منصوبہ بندی کرنا ہے تاکہ اس کے حکموں کے مطابق عمل کیا جا سکے۔ اور وہ مقصد حاصل کرنا یہ ہے کہ سب سے بڑا مقصد دنیا کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا، اسلام کا پیغام پہنچانا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے آگاہ کرنا اور دنیا کو یہ بتانا ہے کہ آج اگر ہم دنیا میں امن چاہتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قریب آنے کی ہمیں کوشش کرنا چاہئے۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تو اس مقصد کے لئے ہم یہاں بیٹھ کر ایک منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا:

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہمارے وسائل کم ہیں۔ لیکن ان وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے جو منصوبہ بندی ہم نے کرنی ہے اس لحاظ سے رائے دیا کریں اور یہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ رائے دے رہے ہیں خلیفۂ وقت کو، کہ یہ ہماری رائے ہے۔ اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ اکثریت کی رائے جو ہے وہ بھی یا بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ پورے کا پورا ایوان جو ہے شوریٰ کا اس کی بھی ایک رائے ہوتی ہے لیکن دونوں صورتوں میں خلیفۂ وقت کو یہ اختیار ہے کہ آپ کی رائے کو ردّ کر دے۔ آپ کے مشورہ کو ردّ کر دے۔ کیونکہ یہ مشورہ ہے، فیصلہ نہیں ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی نئے آنے والوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ شوریٰ کا مقصد مشورہ دینا ہے اور سب سے ضروری بات اس میں یہی ہے کہ ہمیں خود جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا دعاؤں میں وقت گزارنا چاہئے۔ اپنی اصلاح بھی کرنی چاہئے، اپنے نمونے بھی قائم کرنے چاہیں۔

حضور نے فرمایا: آپ شوریٰ کے نمائندے ہیں جماعت کی طرف سے۔ جماعت نے منتخب کر کے آپ کو بھجوایا ہے۔ شوریٰ کے ممبر کی حیثیت سے آپ کا یہ عہدہ پورے ایک سال کے لئے ہے۔ اس لئے جو بھی فیصلے آپ شوریٰ میں کرتے ہیں ان کو آپ نے جماعتوں میں رائج بھی کرنا ہے۔ لاگو بھی کروانا ہے۔ لیکن خود نہیں بلکہ جو بھی جماعتی نظام ہے اس کے تحت یہ کام کرنا ہے۔ امیر جماعت ہے یا صدر جماعت ہے یا دوسری انتظامیہ ہے اس کو بتاتے رہنا ہے کہ شوریٰ میں یہ فیصلے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں